

# میلادِ نبی

از قلم

غزالی زماں، رازمی دوران

امام اہلسنت حضرت علامہ

سید احمد سعید کاظمی

نور اللہ مرقدہ

حضرت علامہ صاحب زادہ

سید ارشد سعید کاظمی

دامت برکاتہم القدسیہ

بزمِ سعید جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان

ناشر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# میلادِ انبی

اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام  
محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب  
صلی اللہ علیہ وسلم

از

غزالی زمان رازی دوران امام اہلسنت حضرت

== علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ==

ناشر

برزم سعید جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم  
فی ملک غولستان ملتان



☆ جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں ☆

نام کتاب  
مصنف

میلاد النبی ﷺ

امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ سید ارشد سعید کاظمی

۱۱۰۰

2012ء

10

72

48/- روپے

تعداد

جنوری

بار

صفحات کتاب

ہدیہ

ملنے کا پتہ

مکتبہ مہرہ کاظمیہ متصل جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم، ملتان

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور۔ کراچی

فرید بک شال، ۳۸ روڈ بازار، لاہور

اسلامک بک کارپوریشن، فضل داد پلازہ، اقبال روڈ، نزدیکی چوک، راولپنڈی

کتب خانہ حاجی نیاز احمد، بوہڑ گیٹ، ملتان

احمد بک کارپوریشن، اقبال روڈ نزدیکی چوک، راولپنڈی

مکتبہ حسینہ، نزد سبز منڈی، بہاولپور

المدینہ کتب خانہ بالمقابل اے سی آفس علی پور مظفر گڑھ

مکتبہ فیضان سنت، نزد پینیل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

کتب خانہ حاجی مشتاق احمد، اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

المدنی کیسٹ ہاؤس شاہی عید گاہ خانیوال روڈ ملتان

ادراہ ضیاء السنۃ اندرون بوہڑ گیٹ نزد پینیل والی مسجد ملتان

نوٹ۔ مفت تقسیم کرنے والے کو خصوصی رعایت دی جائے گی۔

## فہرست

رسالہ نمبر: میلاد النبی ﷺ

خلقت محمدی

حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

تقسیم نور

ایک شبہ کا ضروری ازالہ

تطبیق

ایک شبہ کا ازالہ

ولادت محمدی ﷺ

حضرت عبد المطلب کی نذر اور خواب اور

حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب کی قربانی

نسب شریف

نسب نامہ

فائدہ

زمانہ طفولیت

ایام طفولیت مبارکہ میں شق صدر کے بعد

سینہ اقدس کو ٹانگے لگائے گئے

فائدہ جلیلہ

قلب مبارک کا دھویا جانا

شق صدر کی حکمتیں



36	حیات النبی کی دلیل
36	قلب مبارک میں آنکھیں اور کان
37	دامی اور اک
37	شق صدر مبارک اور حضور ﷺ کا نوری ہونا
37	نورانیت اور احوال بشریہ کا ظہور
38	شب معراج شق صدر مبارک
38	خون کا توہڑا یا شیطان کا حصہ
42	ان کے اسمائے مبارکہ آپ جن کی تربیت میں رہے
43	شباب سے نبوت تک کے بعض حالات
44	بعثت محمدی اور نزول وحی
47	شب میلاد مبارک لیلۃ القدر سے افضل ہے
48	حضور ﷺ کا ظہور پیدائش موجب فرحت اور سرور ہے
49	حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشی منانے پر کافر کو بھی فائدہ ملتا ہے
50	اعتراض اول جواب
51	اعتراض دوم جواب
53	عید میلاد منانا اور ماہ ربیع الاول میں اظہار فرحت و سرور اور صدقات و خیرات کرنا
55	ایک شبہ کا جواب
61	رسالہ نمبر ۲ میلاد النبی
70	فہرست مآخذ و مراجع

## عرضِ ناسر

اللہ رب العزت کے لطف و کرم سے بزم سعید جامعہ اسلامیہ انوار العلوم حضور غزالی زماں، امام اہلسنت، شیخ الغفر والحدیث حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہے اور کافی عرصہ سے حضرت امام اہلسنت کی تصانیف اور حضرت علامہ صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ کے مختلف رسائل کی نشر و اشاعت کیلئے سرگرم عمل ہے اور عوام کی امتگوں کے عین مطابق مقالات کاظمی اور رسائل کاظمی کی احسن طریق سے طباعت و ترسیل کیلئے کوشاں ہے۔ اسوۂ رسول اکرم ﷺ پر مشتمل یہ کتاب اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں حضور امام اہلسنت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی دامت برکاتہم القدریہ کا تحریر کردہ رسالہ میلاد النبی ﷺ اکٹھے نشر کیا جا رہا ہے تاکہ عوام الناس زیادہ سے زیادہ ان سے استفادہ کر سکیں۔ اس سے پہلے رسالہ الحق المؤمنین اور مقالات کاظمی جلد اول، دوم بھی نئی کمپوزنگ اور اعلیٰ طباعت کے ساتھ منظر عام پر آچکے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز باقی رسائل حیات النبی ﷺ، ظل النبی ﷺ، تسکین الخواطر اور مقالات کاظمی جلد سوم خوبصورت کمپوزنگ اور اعلیٰ طباعت کے ساتھ ادارہ جلد منظر عام پر لا رہا ہے۔

اس کتاب کی طباعت میں حتی الوسع احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ پھر بھی کتابت یا طباعت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اس سے آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کو درست کیا جاسکے۔

شکریہ

ناشر

فقیر حافظ محمد عبدالرزاق



## میلا دالنبی ﷺ

ماہ ربیع الاول شریف وہ نورانی مہینہ ہے جس کی آغوش میں نور مبین کے جلوے قیامت تک چمکتے رہیں گے۔ بموجب فرمان خداوندی وَذَكَرْهُمْ بِآيَامِ اللَّهِ۔ (ابراہیم: ۵) آج ہمیں اس مبارک دن کی یاد تازہ کرنی ہے جو سید ایام اللہ یعنی یوم ولادت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

یہ وہ مبارک دن ہے جس میں خدا کے سب سے پہلے اور آخری نبی جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔ اس مضمون میں ہمیں سب سے پہلے حضور ﷺ کی خلقت ولادت اور بعثت پر روشنی ڈالنی ہے۔

### تشریح:

عالم اجسام میں جلوہ گر ہونے سے پہلے ذات پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا عدم سے وجود میں جلوہ گر ہونا خلقت محمدی ہے اور اس دار دنیا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیدا ہونا ولادت محمدی ہے اور چالیس سال کی عمر شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وحی نبوت سے مشرف ہو کر لوگوں کو دین حق کی طرف بلانے پر مامور ہونا بعثت محمدی ہے۔ اب اس اجمالی گفتگو کے بعد تفصیل کی طرف آئیے اور سب سے پہلے خلقت محمدی کا بیان قرآن اور حدیث کی روشنی میں کیجیے۔

### خلقت محمدی ﷺ:

اجسام سے قبل عالم امر میں ذوات انبیاء علیہم السلام کا موجود ہونا نص قرآن





سے ثابت ہے جس کا مقتضایہ ہے کہ ذات محمدی ﷺ بطریق اولیٰ عالم ارواح میں موجود ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّنَ لَمَا آتَيْنَكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَآنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ. فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ. (ال عمران: ۸۱-۸۲)

ترجمہ: ”اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ دیا میں نے تم کو کتاب اور حکمت سے اور آئے تمہارے پاس رسول معظم جو تصدیق کرنے والا ہو اس چیز کی جو تمہارے ساتھ ہے تو تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے اور اس کی ضرور مدد کرو گے، فرمایا کیا تم نے اس شرط پر میرے عہد کو قبول کر لیا۔ سب نے کہا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو اب گواہ ہو جاؤ اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ پھر جو کوئی پھر جائے اس کے بعد تو وہی لوگ نافرمان ہیں“

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ. شَهِدْنَا. (اعراف: ۱۷۲)

ترجمہ: ”اور جب نکالا تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو اور اقرار کرایا ان سے ان کی جانوں پر کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب! بولے کیوں نہیں (بیشک تو ہمارا رب ہے) ہم اقرار کرتے ہیں“

تمام نفوس بنی آدم سے پہلے حضور ﷺ کے نفس قدسی نے ”بلی“ کہہ کر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار فرمایا اور باقی تمام نفوس بنی آدم نے حضور ﷺ کے اقرار پر اقرار کیا اس واقعہ کا مقتضی بھی یہی ہے کہ ذات پاک مصطفویٰ علیہ التحیۃ والثناء مخلوق ہو کر عدم سے وجود میں جلوہ گر ہو چکی تھی۔ نیز فرمایا۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّنَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ

وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا. (احزاب: ۷)

ترجمہ: ”اور جب لیا ہم نے نبیوں سے ان کا اقرار اور تجھ سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ عیسیٰ سے جو بیٹا ہے مریم کا اور لیا ہم نے ان سے پکا اقرار“

اس آیت کریمہ میں جس عہد اور اقرار کا بیان ہے وہ تبلیغ رسالت پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں دیگر انبیاء علیہم السلام سے تبلیغ رسالت پر عہد لیا وہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی یہ عہد و اقرار کرایا یہ واقعہ بھی عالم ارواح کا ہے ظاہر ہے کہ اگر حضور ﷺ کی خلقت اس وقت نہ ہو گئی ہوتی تو اس عہد و اقرار کا ہونا کس طرح متصور ہوتا۔

رہا یہ امر کہ خلقت محمدی تمام کائنات اور خصوصاً جمیع انبیاء کرام علیہم السلام کی خلقت سے پہلے ہے تو اس مضمون کی طرف قرآن کریم کی بعض آیات میں واضح ارشادات پائے جاتے ہیں اور احادیث صحیحہ میں تو صراحۃً ارشاد ہے کہ حضور ﷺ اول خلق ہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام سے پہلے حضور ﷺ کی ذات مقدسہ مخلوق ہوئی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ. (البقرہ: ۲۵۳)

ترجمہ: ”یہ سب رسول ہیں فضیلت دی ہم نے ان کے بعض کو بعض پر بعض ان میں سے وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور بعض کے درجے بلند کئے“

جن کے درجے بلند کئے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ حضور ﷺ کے درجوں کی بلندی اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ درجات خلقت میں بھی حضور ﷺ کا درجہ سب سے بلند ہے اور آپ سب سے پہلے مخلوق ہو کر سب کی اصل ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اے محمد مصطفیٰ ﷺ مگر رحمت بنا کر تمام جہانوں



کے لئے۔

یہ آیت کریمہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ حضور ﷺ تمام عالموں کے لئے رحمت ہیں۔ اس آیت میں الْعَالَمِينَ اسی طرح اپنے عموم پر ہے جیسے الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ میں۔ یہ صحیح ہے کہ بعض مواقع میں الْعَالَمِينَ قرآن خارجیہ کی وجہ سے مخصوص ہے۔ لیکن اس آیت کریمہ میں کوئی دلیل مخصوص نہیں پائی جاتی۔ بعض قرآن خارجیہ اس کے عموم کی تائید کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ حضور ﷺ کا رحمة للعالمین ہونا جہت رسالت سے ہے یعنی حضور ﷺ رسول ہونے کی وجہ سے رحمت ہیں لہذا رحمت کا عموم رسالت کے عموم کے عین مطابق ہوگا حضور ﷺ جس کے لئے رسول ہو گئے اسی کے لئے رحمت قرار پائیں گے۔ اب یہ معلوم کر لیجئے کہ حضور ﷺ کس کے لئے رسول بن کر تشریف لائے؟ تو مسلم شریف کی حدیث میں وارد ہے اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً۔ ”میں ساری مخلوق کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں“

جب وہ ساری مخلوق کے لئے رسول ہوئے تو رسول عالمین قرار پائے۔ لہذا ضروری ہوا کہ آپ رحمة للعالمین ہوں۔ ثابت ہوا کہ جس طرح حضور ﷺ کی رسالت تمام عالمین کے لئے عام ہے اسی طرح آپ کی رحمت بھی تمام جہانوں کے لئے عام اور ماسوی اللہ کو محیط ہے۔

رہا یہ شبہ کہ کفار و مشرکین وغیرہ بدترین لوگوں کے لئے حضور ﷺ رحمت نہیں۔ اس لئے کہ وہ عذاب الہی میں مبتلا ہوں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو ظہور رحمت کے مراتب ہر ایک کے حق میں متفاوت ہیں۔ روح المعانی میں اسی آیت کے تحت مرقوم ہے۔ لَا فَرْقَ بَيْنَ الْمُؤْمِنِ وَالْكَافِرِ مِنَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ فِي ذَلِكَ وَالرَّحْمَةُ مُتَفَاوِتَةٌ۔ (تفسیر روح المعانی) حضور ﷺ سب کے لئے رحمت ہیں اس بات میں مؤمن و کافر کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ مگر رحمت ہر ایک کے حق میں مختلف اور متفاوت ہے کہ ان کا مبتلائے عذاب ہونا اس لئے ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر حضور ﷺ کی رحمت سے منہ پھیرا اور نہ حضور ﷺ کی رحمت میں کوئی

نقصان نہیں ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمن و رحیم ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ میری رحمت ہر شے پر وسیع ہے مگر اس کے باوجود بھی کفار مبتلائے عذاب ہوں گے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ کے رحمن و رحیم ہونے پر کچھ فرق آئے گا؟ یا کل شے کے عموم سے انہیں خارج سمجھا جائے گا۔ معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ یہی کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تو ہر شے پر وسیع ہے مگر بعض افراد اپنی عدم اہلیت کی وجہ سے اس قابل ہی نہیں کہ رحمت خداوندی سے فائدہ اٹھائیں۔ معلوم ہوا کہ کسی کا رحمت سے فائدہ نہ اٹھانا رحمت کے عموم کے منافی نہیں ہے۔

جب یہ بات واضح ہو گئی کہ حضور ﷺ بلا استثناء تمام عالمین کے لئے رحمت ہیں اور عالم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں تو یہ بات بخوبی روشن ہو گئی کہ حضور ﷺ ہر فرد عالم کے لئے رحمت ہیں اور حضور ﷺ کے رحمت ہونے کے معنی یہ ہیں کہ مرتبہ ایجاد میں تمام عالم کا موجود ہونا بواسطہ وجود سید الموجدات ﷺ کے ہے اور حضور ﷺ اصل ایجاد ہیں۔ حضور ﷺ کے بغیر کوئی فرد ممکن موجود نہیں ہو سکتا۔ وجود نعمت ہے اور عدم اس کی ضد۔ کل موجودات نعمت و وجود میں حضور ﷺ کے دامن رحمت سے وابستہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو ذات کسی کے وجود کا سبب اور واسطہ ہو وہ یقیناً اس کے لئے رحمت ہے رحمت کی حاجت ہوتی ہے اور جس چیز کی حاجت ہو وہ محتاج سے پہلے ہوتی ہے چونکہ تمام عالمین اپنے وجود میں حضور ﷺ کے محتاج ہیں اس لئے سب سے پہلے حضور ﷺ کا وجود ضروری ہوگا نیز یہ کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عالمین کے وجود کا سبب اور ان کے موجود ہونے کا واسطہ ہیں تو اس وجہ سے بھی حضور ﷺ کا عالمین سے پہلے موجود و مخلوق ہونا ضروری ہے کیونکہ سبب اور واسطہ ہمیشہ پہلے ہوا کرتا ہے علاوہ ازیں اسی آیت سے حضور ﷺ کا اصل کائنات ہونا بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ صاحب تفسیر عرکس البیان نے جلد ۲ صفحہ ۵۲ صاحب تفسیر روح المعانی نے صفحہ ۹۶ پارہ ۱۷ پر اسی آیت کے ذیل میں نہایت تفصیل سے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے اور سب جانتے ہیں کہ اصل کا وجود فرع سے پہلے ہوتا ہے۔ اس لئے ذات



پاک محمدیہ ﷺ کی خلقت اصل کائنات ہونے کی حیثیت سے کل موجودات اور عالمین سے پہلے ہے۔ الحمد للہ خوب واضح ہو گیا کہ خلقت محمدی ﷺ تمام موجودات عالم سے پہلے ہے۔

تیسری آیت جس سے حضور ﷺ کی اولیت خلقت کی طرف واضح اشارہ پایا جاتا ہے آیت کریمہ **وَإِنَّا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ** ہے یعنی ”میں سب سے پہلا مسلم ہوں“

صاحب عرائس البیان فرماتے ہیں **(وَإِنَّا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ)** (اشارۃ الی تَقْدِمُ رُوحِهِ وَجُوهِهِ عَلَى جَمِيعِ الْكَوْنِ) اس آیت میں اشارہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پاک اور جو ہر مقدس مجمع کون یعنی تمام ماسوی اللہ پر مقدم ہے (عرائس البیان جلد ۱ صفحہ ۲۳۸)

ظاہر ہے کہ اختیاری یا غیر اختیاری اسلام سے تو عالم کا کوئی ذرہ خالی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَلَهُ اسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ**۔ (ال عمران: ۸۳)

پھر سب اسلام لانے والوں سے پہلے حضور ﷺ اسی وقت ہو سکتے ہیں جب کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے پہلے ہوں لہذا اس آیت سے بھی حضور نبی کریم ﷺ کی خلقت تمام کائنات سے پہلے معلوم ہوئی۔

اس آیت کے بعد احادیث میں مضمون کو ملاحظہ فرمائیے

(۱) حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت امام عبد الرزاق صاحب مصنف نے اپنی سند کے ساتھ سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ مجھے خبر دیں کہ وہ پہلی چیز کون سی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ”اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام

اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا“ پھر یہ نور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے موافق جہاں اس نے چاہا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا نہ جنت تھی نہ دوزخ نہ فرشتہ تھا نہ آسمان نہ زمین تھی نہ سورج نہ چاند نہ جن نہ انسان جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا کرے تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے حصے سے قلم بنایا، دوسرے حصے سے لوح، تیسرے حصے سے عرش اور پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتے بنائے اور دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے باقی فرشتے اور پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصے سے آسمان بنائے اور دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت اور دوزخ اور پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے سے مومنین کی آنکھوں کا نور بنایا، اور دوسرے سے ان کے دلوں کا نور پیدا کیا جو معرفت الہی ہے اور تیسرے سے ان کا نور انس پیدا کیا اور وہ توحید ہے (جس کا خلاصہ ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ) الخ مواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۹۔ سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۰ زرقانی جلد اول صفحہ ۳۶۔

یہ حدیث مصنف عبد الرزاق سے جلیل القدر محدثین جیسے امام قسطلانی شارح بخاری و امام زرقانی اور امام ابن حجر کی اور علامہ فارسی اور علامہ دیار بکری نے اپنی تصانیف جلیلہ فضل القرئی مواہب اللدنیہ مطالع المسرات خمیس اور زرقانی علی المواہب میں نقل فرما کر اس پر اعتماد اور اس سے مسائل کا استنباط کیا۔

امام عبد الرزاق صاحب مصنف جو اس حدیث کے مخرج ہیں وہ امام احمد بن حنبل جیسے اکابر ائمہ دین کے استاد ہیں۔ تہذیب التہذیب میں ان کے متعلق لکھا ہے **وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ الْمِصْرِيُّ قُلْتُ لِأَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ رَأَيْتَ أَحَدًا أَحْسَنَ حَدِيثًا مِنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ لَا تَهْذِيبُ التَّهْذِيبِ** (صفحہ ۳۱۱ جلد ۶)

امام احمد بن صالح مصری کہتے ہیں ”میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کہ آپ نے حدیث میں کوئی شخص عبد الرزاق سے بہتر دیکھا؟ انہوں نے فرمایا نہیں“



امام عبدالغنی نابلسی رضی اللہ عنہ حدیقہ ندیہ میں اس حدیث کی تصحیح فرماتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔ "قَدْ خُلِقَ كُلُّ شَيْءٍ مِنْ نُورِهِ ﷺ كَمَا وَرَدَ بِهِ الْحَدِيثُ الصَّحِيحُ" اسی حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دلائل النبوة میں تقریباً اسی طرح روایت فرمایا ہے۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں علامہ فارسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "قَدْ قَالَ الْأَشْعَرِيُّ إِنَّهُ تَعَالَى نُورٌ لَيْسَ كَالْأَنْوَارِ وَالنُّورُ السَّبُوتِيُّ الْقُدْسِيُّ لَمْ يَنْشَأْ مِنْ نُورِهِ وَالْمَلَائِكَةُ شَرَرَتْ لَكَ الْأَنْوَارُ وَقَالَ ﷺ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي وَمِنْ نُورِي خُلِقَ كُلُّ شَيْءٍ وَغَيْرُهُ مِمَّا فِي مَعْنَاهُ" یعنی عقائد میں اہلسنت کے امام سیدنا ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا نور ہے کہ کسی نور کی مثل نہیں اور حضور ﷺ کی روح مقدسہ اسی نور کی چمک ہے اور فرشتے انہی انوار سے جھڑے ہوئے پھول ہیں اور رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔

اس حدیث کے علاوہ اور بھی حدیثیں اس مضمون میں وارد ہیں۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوة میں فرمایا "در حدیث صحیح وارد شد کہ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي (مدارج النبوة جلد ۲ صفحہ ۲) پھر حدیث جابر کا مضمون بیان فرمایا۔ کثیر التعداد جلیل القدر ائمہ کا اس حدیث کو قبول کرنا اس کی تصحیح فرمانا اس پر اعتماد کر کے اس سے مسائل کا استنباط کرنا اس کے صحیح ہونے کی روشن دلیل ہے خصوصاً سیدنا عبدالغنی نابلسی رضی اللہ عنہ کا حدیقہ ندیہ کے بحث ثانی نوع ستین من آفات اللسان فی مسئلہ ذم الطعام میں اس حدیث کے متعلق "الحدیث الصحیح" فرمانا صحت حدیث کو زیادہ واضح کر دیتا ہے۔ ان مختصر جملوں سے ان حضرات کو مطمئن کرنا مقصود ہے جو اس حدیث کی صحت میں متردد رہتے ہیں۔

اس حدیث میں نور کی اضافت بیان یہ ہے اور نور سے مراد ذات ہے (زرقانی جلد اول صفحہ ۴۶) حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو اپنے نور یعنی اپنی ذات مقدسہ سے پیدا فرمایا اس کے یہ معنی

نہیں کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی ذات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کا مادہ ہے۔ یا نعوذ باللہ۔ حضور کا نور اللہ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے۔ تَعَالَى اللَّهُ عَنِ ذَالِكِ عَلَوًا كَبِيرًا

اگر کسی ناواقف شخص کا یہ اعتقاد ہے تو اسے توبہ کرنا فرض ہے۔ اس لئے کہ ایسا ناپاک عقیدہ خالص کفر و شرک ہے اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ بلکہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ذاتی تجلی فرمائی جو حسن الوہیت کا ظہور اول تھی، بغیر اس کے کہ ذات خداوندی نور محمدی کا مادہ یا حصہ اور جزو قرار پائے یہ کیفیت تشابہات میں سے ہے جس کا سمجھنا ہمارے لئے ایسا ہی ہے جیسا قرآن وحدیث کے دیگر تشابہات کا سمجھنا البتہ نکتے اور لطیفے کے طور پر اتنا کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح شیشہ آفتاب کے نور سے روشن ہو جاتا ہے لیکن آفتاب کی ذات یا اس کی نورانیت اور روشنی میں کوئی کمی نہیں واقع ہوتی اور ہمارا یہ کہنا بھی صحیح ہوتا ہے کہ شیشے کا نور آفتاب کے نور سے ہے اسی طرح حضور ﷺ کا نور اللہ تعالیٰ کی ذات سے پیدا ہوا اور آئینہ محمدی نور ذات احدی سے اس طرح منور ہوا کہ نور محمدی کو نور خداوندی سے قرار دینا صحیح ہوا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذات پاک یا اس کی کسی صفت میں کوئی نقصان اور کمی واقع نہیں ہوئی۔ شیشہ سورج سے روشن ہوا اور اس ایک شیشے سے تمام شیشے منور ہو گئے۔ نہ پہلے شیشے نے آفتاب کے نور کو کم کیا نہ دوسرے شیشوں نے پہلے شیشے کے نور سے کچھ کمی کی۔ حقیقت یہ ہے کہ فیضان وجود اللہ تعالیٰ کی ذات سے حضور ﷺ کو پہنچا اور حضور ﷺ کی ذات سے تمام ممکنات کو وجود کا فیض حاصل ہوا۔

اس کے بعد اس شبہ کو بھی دور کرتے چائیے کہ جب ساری مخلوق حضور ﷺ کے نور سے موجود ہوئی تو ناپاک خبیث اور فبیح اشیاء کی برائی اور قباحات معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہوگی جو حضور ﷺ کی شدید توبہ ہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ آفتاب وجود ہیں اور کل مخلوقات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آفتاب وجود سے فیضان وجود حاصل کر رہی ہے۔ جس طرح اس ظاہری آفتاب کی شعاعیں تمام کرۂ ارضی میں جمادات و نباتات اور کل معدنیات جملہ



مولید اور جواہر اجسام کے حقائق لطیفہ اور خواص و اوصاف مختلفہ کا اضافہ کر رہی ہیں اور کسی کی اچھی بری خاصیت کا اثر شعاعوں پر نہیں پڑتا نہ کسی چیز کے اوصاف و اثرات سورج کے لئے قباحت یا نقصان کا موجب ہو سکتے ہیں۔ دیکھئے زہریلی چیزوں کا زہر اور مہلک اشیاء کی یہ تاثیرات معدنیات و نباتات وغیرہ کے الوان طعوم و روائح کھٹا بیٹھا مزہ اچھی بری بوسب کچھ سورج کی شعاعوں سے برآمد ہوتی ہے لیکن ان میں سے کسی چیز کی کوئی صفت سورج کے لئے عار کا موجب نہیں کیونکہ یہ تمام حقائق آفتاب اور اس کی شعاعوں میں انتہائی لطافت کے ساتھ پائے جاتے ہیں اور اس لطافت کے مرتبے میں کوئی اثر برائیں کہا جاسکتا البتہ جب وہ لطیف اثرات اور حقائق سورج اور اس کی شعاعوں سے نکل کر اس عالم اجسام میں پہنچتے اور رفتہ رفتہ ظہور پذیر ہوتے ہیں تو ان میں بعض ایسے اوصاف و خواص پائے جاتے ہیں جن کی بناء پر انہیں قبیح ناپاک اور برا کہا جاتا ہے ظاہر ہے کہ ان برائیوں کا کوئی اثر سورج یا اس کی شعاعوں پر نہیں پڑ سکتا اسی طرح عالم اجسام میں کثیف اور نجس چیزوں کا کوئی اثر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک پر نہیں پڑ سکتا۔

اس کے بعد یہ بات بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ سورج کی شعاعیں ناپاک گندی چیزوں پر پڑنے سے ناپاک نہیں ہو سکتیں تو انوار محمدی کی شعاعیں عالم موجودات کی برائیوں اور نجاستوں سے معاذ اللہ کیونکر متاثر ہو سکتی ہیں نیز یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور میں حقائق اشیاء پائی جاتی ہیں۔ اور حقیقت کسی چیز کی نجس اور ناپاک نہیں ہوتی۔ نجاستیں مٹی میں دب کر مٹی ہو جانے کے بعد پاک ہو جاتی ہیں۔ نجاستوں کا جو کھاد کھیتوں میں ڈالا جاتا ہے اسی کے نجس اجزاء پودوں کی غذا بن کر غلہ اناج پھول اور پھل سبزیوں اور ترکاریوں کی صورت میں ہمارے سامنے آ جاتے ہیں اور وہی اجزاء غلیظہ غلہ اور پھل بن کر ہماری غذا بن جاتے ہیں جنہیں پاک سمجھ کر ہم کھاتے ہیں اور کسی قسم کا تردد دل میں نہیں لاتے۔ ثابت ہوا کہ ناپاکی کے اثرات صور و تعینات پر آتے ہیں جو محض امور اعتباریہ ہیں حقیقتیں ناپاک نہیں ہوا کرتیں اس لئے کل مخلوق کا نور محمدی ﷺ سے موجود ہونا کسی اعتراض کا موجب نہیں۔

### تقسیم نور:

حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں جو بار بار تقسیم نور کا ذکر آیا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ نور محمدی تقسیم ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے جب نور محمدی کو پیدا فرمایا تو اس میں شعاع در شعاع بڑھاتا گیا اور وہی مزید شعاعیں تقسیم ہوتی رہیں۔ اس مضمون کی طرف علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اشارہ فرمایا دیکھئے (زرقانی علی المواہب جلد اول ص ۴۶) رہا یہ شبہ کہ نور محمدی سے روح محمدی مراد ہے لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہونا ثابت نہ ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف میں نُورٌ نَبِیِّکَ مِنْ نُورِہِ وارد ہے جس طرح نورہ میں اضافت بیان ہے اور لفظ نور سے اللہ تعالیٰ مراد ہے اسی طرح نور نبیک میں اضافت بیان ہے اور لفظ نور سے ذات پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مراد ہے۔ لہذا ذات محمدی کو لفظ نور سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اس مقام پر یہ کہنا کہ صرف روح پاک نور ہے جسم اقدس نور نہیں تو یہ بے خبری پر مبنی ہے جسم اقدس کی لطافت اور نورانیت پر انشاء اللہ ہم آئندہ گفتگو کریں گے سروسر استا عرض کر دینا کافی سمجھتے ہیں کہ حدیث جابر میں تمام اشیاء سے پہلے جس نور محمدی کی خلقت کا بیان ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک کا نور ہے اور وہ اس لطیف حقیقت کو بھی شامل ہے جسے حضور ﷺ کے نورانی اور پاکیزہ اجزائے جسمیہ کا جو ہر لطیف کہا جاسکتا ہے اس لئے کہ وہ نور پاک آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں بطور امانت رکھا گیا ہے۔ علامہ زرقانی فرماتے ہیں۔ (وَفِی الْخُبْرِ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالٰی اٰدَمَ جَعَلَ اَوْدَعُ ذٰلِکَ النُّورِ) نُورُ الْمُصْطَفٰی فِیْ ظَہْرِہِ (فَکَانَ) شِدَّةً یَلْمَعُ فِیْ جَبِیْنِہِ الخ زرقانی علی المواہب جلد اول ص ۴۹۔ مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۱۰ ترجمہ: حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو نور مصطفیٰ ﷺ کو ان کی پشت مبارک میں رکھ دیا اور نور پاک ایسا شدید چمک والا تھا کہ باوجود پشت آدم میں ہونے کے پیشانی آدم علیہ السلام سے چمکتا تھا اور آدم علیہ السلام کے باقی انوار پر وہ غالب ہو جاتا تھا۔



یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ پشت آدم علیہ السلام میں ان کی تمام اولاد کے وہ لطیف اجزائے جسمیہ تھے جو انسانی پیدائش کے بعد اس کی ریڑھ کی ہڈی کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور وہی اس کے اجزائے اصلیہ کہلائے جاتے ہیں نہ صرف آدم علیہ السلام بلکہ ہر باپ کے صلب میں اس کی اولاد کے ایسے ہی لطیف اجزائے بدنہ موجود ہوتے ہیں جو اس سے منتقل ہو کر اس کی نسل کہلاتی ہے اولاد کے ان ہی اجزائے جسمیہ کا آباء کے اصلا ب میں پایا جان باپ بیٹے کے درمیان ولدیت اور اہنیت کے رشتہ کا سنگ بنیاد اور سبب اصلی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت میں قیامت تک پیدا ہونے والی اولاد کے اجزائے اصلیہ رکھ دیئے۔ یہ اجزاء روح کے اجزاء نہیں نہ روح کا کل ہیں کیونکہ ایک بدن میں ایک روح ساکتی ہے ایک سے زیادہ ایک بدن میں روح کا پایا جانا بدھتہ باطل ہے۔ لہذا آدم علیہ السلام کی پشت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک نہیں رکھی تھی بلکہ جسم اقدس کے جوہر لطیف کی نورانی شعاعیں رکھی گئی تھیں جو نور ذات محمدی ﷺ کی شعاعیں تھیں۔

ارواح بنی آدم کا ان کے آباء کے اصلا ب میں نہ رکھا جانا صحیحین کی اس حدیث سے ثابت ہے کہ استقر ارحل سے چار مہینے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو چار باتیں لکھنے کے لئے بھیجتا ہے اور وہ چار باتیں لکھ دیتا ہے۔ اس کا عمل 'ممر رزق اور دوزخی یا جنتی ہونا' پھر اس میں روح پھونگی جاتی ہے۔ مشکوٰۃ ص ۲۰ معلوم ہوا کہ اولاد کی رو میں باپ کے صلب میں نہیں رکھی جاتیں بلکہ شکم مادر میں پھونگی جاتی ہیں۔

### ایک شبہ کا ضروری ازالہ:

شاید کوئی شخص اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے کہ عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت مبارک سے ان کی قیامت تک پیدا ہونے والی تمام اولاد کو باہر نکال کر ان سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا تھا۔ معلوم ہوا کہ تمام بنی آدم کی ارواح آدم

علیہ السلام کی پشت میں تھیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پشت آدم علیہ السلام سے ان کی اولاد کی ارواح نہیں نکالی گئی تھیں بلکہ وہ ان کے اشخاص مثالیہ تھے جو مثالی صورتوں میں ان کی پشت مبارک سے بہ قدرت ایزدی ظاہر کئے گئے تھے کیونکہ ہم ابھی حدیث صحیحین سے ثابت کر چکے ہیں کہ ماؤں کے پیٹ میں نفخ روح کیا جاتا ہے۔ اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ نور محمدی اپنی عزت و رامت کے مقام میں جلوہ گر رہا اور پشت آدم علیہ السلام میں اجزائے جسمانیہ کے جوہر لطیف کے انوار رکھے گئے تھے جو اصلا ب ظاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل ہوتے رہے۔

### تطبیق:

بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نور محمدی ﷺ آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں رکھا گیا اور بعض روایات میں وارد ہے کہ نور محمدی ﷺ پیشانی آدم علیہ السلام میں جلوہ گر تھا جیسا رازی کی تفسیر کبیر میں ہے دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ وہ نور مبارک پشت آدم ہی میں تھا لیکن اپنے کمال نورانیت اور شدت چمک کی وجہ سے پیشانی آدم علیہ السلام میں چمکتا تھا۔

الحمد للہ ہمارے اس بیان سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بدن مبارک بھی نور تھا۔

صاحب روح المعانی حضور ﷺ کے اول خلق ہونے کے بارے میں ارقام فرماتے ہیں۔ وَلِذَا كَانَ نُورُهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ الْمَخْلُوقَاتِ فَفِي الْخَبَرِ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى نُورَ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ تفسیر روح المعانی پ ۷۱ صفحہ ۹۶۔

ترجمہ: چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وصول قبض میں واسطہ عظمیٰ ہیں اسی لئے حضور ﷺ کا نور اول مخلوقات ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے "سب سے پہلے وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ تیرے نبی کا نور ہے اے جابر" اس حدیث جابر مذکورہ کو مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب نشا الطیب



کے پر تفصیل سے لکھا ہے۔

(۲) حدیث حضرت عریاض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام احمد بیہقی و حاکم نے حدیث عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”یشک میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر میں تھے یعنی ان کا ابھی پتلا بھی نہ بنا تھا“ حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا۔ مشکوٰۃ شریف میں بھی یہ حدیث بروایت شرح السنہ مذکور ہے مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۶۔

### ایک شبہ کا ازالہ:

اگر یہ شبہ کیا جائے کہ خاتم النبیین کے معنی دنیا میں تمام نبیوں کے آخر میں آنے والا نبی یہ معنی دنیا میں متحقق ہو سکتے ہیں عالم ارواح میں اس معنی کا ثابت ہونا ممکن نہیں لہذا اس حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ حضور کا خاتم النبیین ہونا علم الہی میں مقدر تھا یا یہ کہنا پڑے گا کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنی قطعاً آخری نبی ہیں۔ اور حدیث کا مطلب یہی ہے کہ میں فی الواقع خاتم النبیین ہو چکا تھا نہ یہ کہ میرا خاتم النبیین ہونا علم الہی میں مقدر تھا کیونکہ علم الہی میں تو ہر چیز مقدر تھی البتہ یہ ضرور ہے کہ آخر النبیین ہونے کا ثبوت اور ظہور دو الگ مرتبے ہیں اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں ختم نبوت کے منصب پر اپنے حبیب ﷺ کو فائز فرمادیا یا بس معنی کہ سب نبیوں کے بعد ان کا سردار بن کر جانے والا نبی یہی محبوب ہے اگرچہ جانے کا موقع ابھی نہ آیا ہو۔ یہ بالکل ایسا ہے کہ بادشاہ کسی کو امیر جہاد مقرر کر دے تو اس امارت کا ظہور جہاد پر جانے کے بعد ہی ہوگا اس کا منصب جلیل پہلے ہی سے ثابت ہو گیا اسی طرح یہاں سمجھ لیں کہ منصب خاتم النبیین کا ثبوت حضور اکرم ﷺ کے لئے پہلے سے ثابت تھا لیکن اس کا ظہور دنیا میں تشریف لانے کے بعد ہوا۔

اس بیان سے ایک اصول ظاہر ہو گیا کہ ثبوت کمال کے لئے اسی وقت ظہور

لازم نہیں۔ اسی لئے اہل سنت کا مسلک ہے کہ حضور سید عالم ﷺ تمام کمالات محمدیت کے ساتھ متصف ہو کر پیدا ہوئے۔ لیکن ان کا ظہور اپنے اپنے اوقات میں حسب حکمت و مصلحت خداوندی ہوا۔

(۳) حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کو نبوت کب ملی؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”وَ اَ دُمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ“ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے یعنی ان کے جسم میں جان نہیں ڈالی گئی تھی یہ روایت ترمذی شریف کی ہے اور علامہ ابویسی ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ انہیں الفاظ میں حضرت میسرہ سے ایک حدیث مروی ہے امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو روایت کیا اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابونعیم نے حلیہ میں یہ حدیث روایت کی اور حاکم نے اس کی تصحیح فرمائی۔ (مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۶)۔

(۴) حدیث حضرت امام زین العابدین علیٰ اہلہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور وہ اپنے والد مکرم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”میں پیدائش آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔ (انسان العیون جلد ۱ صفحہ ۲۹) ازالہ شبہ: اس روایت میں خلق آدم علیہ السلام سے صرف چودہ ہزار برس پہلے حضور ﷺ کے نور پاک کا ذکر ہے حالانکہ بعض روایتوں میں اس سے بہت زیادہ سالوں کا ذکر بھی وارد ہے یہ تعارض کیسے رفع ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں چودہ ہزار کا ذکر ہے اس سے زیادہ کی نفی نہیں۔ لہذا کسی دوسری روایت میں چودہ ہزار سے زیادہ سالوں کا وارد ہونا تعارض کا موجب نہیں۔



(۵) حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا آپ کی عمر کتنے سال ہے؟ عرض کیا حضور! اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجاب عظمت میں ہر ستر ہزار برس کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوتا تھا جسے میں نے اپنی ہمر میں ستر ہزار مرتبہ دیکھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے جبرائیل! میرے رب کی عزت و جلال کی قسم وہ ستارہ میں ہوں۔ (انسان العیون جلد ۱ ص ۲۹ روح البیان جلد ۳ ص ۵۳۳)

آیات و احادیث کی روشنی میں بعض علماء مفسرین کی تصریحات کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ کی خلقت مبارکہ کا نہایت مختصر بیان ناظرین کرام کے سامنے آگیا اور اس اثناء میں بعض فوائد بھی مذکور ہو چکے ہیں اس کے بعد ولادت محمدی ﷺ کا بیان ملاحظہ فرمائیے۔

### ولادت محمدی ﷺ

بیان سابق میں یہ بات ہو چکی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پاک آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھا گیا جو ان کی پیشانی سے چمکتا تھا نور مبین اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل ہوتا رہا جیسا کہ ابو نعیم کی روایت میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے تمام آباؤ اجداد و سفاح سے پاک ہیں۔ یعنی میرے والدین ماجدین سے لے کر آدم و حوا علیہما السلام تک کوئی مرد یا عورت ایسا نہیں ہوا جس نے معاذ اللہ کسی قسم کی فحاشی یا بے حیائی کا کام کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام مطہرہ کی طرف منتقل فرمایا۔ (مواہب اللدنیہ جلد ۱)

مشکوٰۃ شریف میں حضرت واہل بن الاسقع سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ سرکار ارشاد فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں

سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو۔ بعض دیگر روایات میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنا صفی اور برگزیدہ بنا کر ان کی اولاد میں سے حضرت نوح علیہ السلام کو چن لیا اور نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو برگزیدہ فرمایا۔ الخ۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۱)

دلائل البیوۃ میں ابو نعیم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت لاتے ہیں۔ ام المؤمنین رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتی ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت جبرائیل علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں تمام مشارق و مغارب میں پھرا میں نے حضرت محمد ﷺ جیسا فضیلت والا کوئی نہ پایا نہ خاندان بنی ہاشم کی طرح کوئی خاندان افضل دیکھا۔ (انسان العیون جلد ۱ ص ۲۶)

حافظ ابوسعید خدری پوری ابو بکر ابن ابی مریم سے اور وہ ابوسعید بن عمر و انصاری سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور ان کے والد ماجد سیدنا کعب احبار رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک جب حضرت عبدالمطلب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے تو ایک دن حطیم کعبہ میں سوئے آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آنکھ میں سرمہ لگا ہوا ہے سر میں تیل پڑا ہوا ہے اور حسن و جمال کا لباس زیب تن ہے وہ نہایت حیران ہوئے کہ نہیں معلوم یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ ان کے والدین ان کا ہاتھ پکڑ کر کانہوں کے پاس لے گئے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس واقعہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو نکاح کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ انہوں نے پہلے قبیلہ سے نکاح کیا۔ پھر ان کی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا اور وہ حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے ساتھ حاملہ ہو گئیں۔ یعنی حضور ﷺ کے والد ماجد جناب عبداللہ اپنی والدہ کے شکم مبارک میں جلوہ گر ہو گئے جناب عبدالمطلب کے جسم سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک ان کی پیشانی میں چمکتا رہا جب مکہ میں قیام ہوتا تو لوگ عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر کی طرف جاتے تھے اور ان کے ذریعے سے تقرب خداوندی ڈھونڈتے اور بارش کے لئے دعائیں



کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو نور محمدی ﷺ کے طفیل قبول فرماتا اور کثرت سے رحمت کی بارش برستی۔ (مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۱۵)

ابو نعیم اور خراطی اور ابن عساکر نے بطریق عطا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب حضرت عبدالملک اپنے فرزند جلیل جناب عبداللہ کو نکاح کرنے کی غرض سے لے کر چلے تو راستہ میں ایک کاہن ملی جو یہودیہ ہو گئی تھی اور وہ کتب سابقہ پڑھی ہوئی تھی اس کو فاطمہ شعمیہ کہتے تھے اس نے حضرت عبداللہ کے چہرے میں نور نبوت چمکتا ہوا دیکھا تو حضرت عبداللہ کو اپنی طرف بلانے لگی۔ مگر حضرت عبداللہ نے انکار فرمایا۔ (مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۱۹)۔

حضور سید عالم ﷺ کے آباء و امہات الی آدم و حوا علیہما السلام کے زنا و فحاشی سے پاک ہونے پر اجماع امت ہے البتہ ہر فرد کے مومن ہونے میں اختلاف ہے۔ روافض نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمیع آباء کے ہر فرد کو مومن ماننا قطعی اور ضرورت ایمان سے قرار دیا اور اہل سنت نے اس کو نفی اور مجتہد فیہ مانا اسی وجہ سے اس مسئلہ میں علماء کے اقوال مختلف ہو گئے۔ لیکن متاخرین جمہور اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین ماجدین سے لے کر آدم و حوا علیہما السلام تک کل آباء و امہات مومن و موصد ہیں اور کسی کا کفر و شرک قطعاً ثابت نہیں ان محققین متاخرین کے نزدیک آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نہیں بلکہ چچا ہیں۔ محاورات عرب میں چچا پر باپ کا اطلاق اکثر ہوتا ہے اور جن روایات میں ”اِنَّ اَبِیْ وَ اَبَاکَ فِی النَّارِ“ آیا ہے وہاں بھی لفظ اب سے ابولہب وغیرہ مشرکین مراد ہیں۔ والدہ مکرمہ کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو استغفار کا اذن نہ ہونا بھی معاذ اللہ ان کے کفر کی دلیل نہیں بلکہ گناہوں سے پاک ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ غیر نبی اور غیر رسول کے لئے استغفار کا اذن نہ ہونا بھی معاذ اللہ ان کے کفر کی دلیل نہیں بلکہ گناہوں سے پاک ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ غیر نبی اور غیر رسول کے لئے استغفار کا لفظ اس کے حق میں گناہ کا وہم پیدا کرتا ہے چونکہ حضور ﷺ والدین ایام فترہ میں تھے اس لئے ان کی نجات کے لئے اعتقاد تو حید کافی تھا۔ کسی شریعت و

احکام اللہ کا اس وقت وجود نہ تھا جس کی وجہ سے کوئی گناہ قرار پاتا اور اس سے ان کا بچنا ضروری ہوتا لہذا ان کے حق میں استغفار کا اذن نہ ہونا کہ کسی کا ذہن ان کے گناہ کا وہم پیدا نہ کرے۔

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین ماجدین کا زندہ ہونے کے بعد ایمان بھی اس لئے نہ تھا کہ معاذ اللہ وہ کفر پر مرے تھے۔ بلکہ صرف اس لئے ان کو زندہ کیا گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی فضیلت بھی انہیں حاصل ہو جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین کی بابت۔

فقہ اکبر کی عبارت مَاتَا عَلٰی الْکُفْرِ عَلٰی حَذْفِ الْمُصَافِ ہِے اُمّی مَاتَا عَلٰی عَهْدِ الْکُفْرِ یعنی موت حضور ﷺ کی نبوت اور اسلام کے ظہور سے پہلے اس عہد میں ہوئی جو کفر و جاہلیت کا عہد اور زمانہ تھا۔ یہ نہیں کہ معاذ اللہ وہ بحالت کفر مرے ہوں۔

ملا علی قاری نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین معظمین کے کفر پر بہت زور دیا ہے لیکن اخیر میں رجوع کر لیا اور توبہ کر کے دنیا سے رخصت ہوئے۔ جیسا کہ حاشیہ نمبر ۵ ص ۵۲۶ پر ہے ونقل توبۃ عن ذالک فی القول المستحسن (۱۲)۔

فائدہ: حضور ﷺ کے والدین کا کفر ثابت کرنے میں ملا علی قاری نے جس شدت اور غلو سے کام لیا اہل علم پر مخفی نہیں اس کے باوجود بھی انہیں توبہ کی توفیق نصیب ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس مسئلہ کے سوا باقی تمام مسائل میں خوش عقیدہ تھے ظاہر ہے کہ خوش عقیدگی ضائع ہونے والی چیز نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق ان کے شامل حال ہوئی اور وہ اس قول شنیع سے تائب ہوئے۔ فقیر کا رجحان طبع یہ ہے کہ ملا علی قاری کے علاوہ بھی جن خوش عقیدہ لوگوں سے ایسی لغزش ہو گئی ہے ان کے حق میں ہمیں یہی حسن ظن رکھنا چاہئے کہ مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی توفیق عطا فرمادی ہو گی۔ وَمَا ذَالِکَ عَلٰی اللّٰهِ بِعَزِیزٍ

تفسیر کبیر وغیرہ میں بعض علماء کا وہ کلام جو انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ



والسلام کے والدین کا ایمان ثابت کرنے والوں کے دلائل پر کیا ہے۔ درحقیقت وہ ان روافض کا رد ہے جو اس مسئلہ کو قطعی قرار دے کر اسے ضرورت دین میں شمار کرتے ہیں۔ جیسا کہ عنوان کلام قَالَتِ الشَّيْعَةُ اور اس کے بعد قَالَ أَصْحَابُنَا سے واضح ہے یہ نہیں کہ ان کا یہ کلام اہل سنت کے رد میں ہے اور معاذ اللہ انہوں نے حضور سید عالم ﷺ کے والدین ماجدین کو کافر کہہ کر اللہ کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا پہنچائی ہو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

مواہب اللدنیہ میں امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں کہ صاحب فیل کا بادشاہ ابرہہ معاذ اللہ خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے مکہ معظمہ پر چڑھائی کرنے آیا تو حضرت عبدالمطلب قریش کے چند آدمیوں کو ساتھ لے کر جبل ثمیر پر چڑھ گئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک جناب عبدالمطلب کی پیشانی میں بشکل ہلال نمودار ہو کر اس قدر قوت سے چمکا کہ اس کی شعاعیں خانہ کعبہ پر پڑیں۔ حضرت عبدالمطلب نے اپنی پیشانی کے نور کو خانہ کعبہ پر چمکتا ہوا دیکھ کر قریش سے فرمایا کہ واپس چلو۔ میری پیشانی کا نور جو اس طرح چمکا ہے یہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ ہم لوگ غالب رہیں گے۔ (مواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۱۵)

حضرت عبدالمطلب کے اونٹ ابرہہ کے لشکر والے پکڑ کر لے گئے تھے انہیں چھڑانے کے لئے جناب عبدالمطلب ابرہہ کے پاس گئے آپ کی صورت دیکھتے ہی عظمت و ہیبت نور مقدس کی وجہ سے ابرہہ ازراہ تعظیم فوراً تخت سے نیچے اترے پھر جناب عبدالمطلب کو اپنے برابر بٹھالیا۔

(مواہب اللدنیہ جلد ۱ تاریخ حبیب اللہ۔)

ابرہہ نے لشکر کی خبر دینے کے لئے اپنی قوم کا ایک آدمی بھیجا جب وہ مکہ معظمہ میں داخل ہوا اور اس نے جناب عبدالمطلب کے چہرہ کو دیکھا تو فوراً جھک گیا اور اس کی زبان لرزنے لگی اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا جس طرح تیل ذبح ہوتے وقت خراٹے مارنے لگتا ہے جب ہوش میں آیا تو عبدالمطلب کے سامنے سجدہ کرتا ہوا گر پڑا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً سید قریش ہیں

(مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۱۵)

ابرہہ کا ایک بہت بڑا سفید رنگ کا ہاتھی تھا باقی سب ہاتھی سد بائے ہوئے ہونے کی وجہ سے اسے سجدہ کیا کرتے تھے اور اس بڑے ہاتھی نے باوجود سدھائے ہوئے ہونے کے بھی ابرہہ کو کبھی سجدہ نہ کیا۔ جب حضرت عبدالمطلب ابرہہ بادشاہ کے پاس تشریف لائے تو اس نے سائیس کو حکم دیا کہ اس بڑے سفید رنگ والے ہاتھی کو حاضر کرے جب ہاتھی حاضر ہوا اور اس نے جناب عبدالمطلب کے چہرہ پر نظر کی تو ان کے سامنے ادب سے اس طرح بیٹھ گیا جیسے اونٹ بیٹھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہوا گر پڑا اللہ تعالیٰ نے اسے قوت گویائی دی۔ ہاتھی نے کہا السَّلَامُ عَلٰی النُّورِ الَّذِي فِي ظَهْرِكَ يَا عَبْدَ الْمُطَّلِبِ سلام ہو اس نور پر جو تمہاری پیٹھ میں ہے اے عبدالمطلب (مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۱۶-۱۵ انسان العیون جلد اول ص ۷۷)۔

## عبدالمطلب کی نذر اور خواب اور

### حضرت عبد اللہ بن عبدالمطلب کی قربانی

ابتداء میں حضرت عبدالمطلب کے صرف ایک صاحبزادے حارث تھے آپ نے نذرمانی کہ اللہ تعالیٰ اگر مجھے پورے دس بیٹے عنایت فرمائے اور وہ سب میرے معاون ہوں تو ان میں سے ایک بیٹے کی میں قربانی کروں گا۔ اس کے بعد حضرت عبدالمطلب زمزم کھودنے میں مصروف ہو گئے اور یہ کام ان کے لئے بڑی عزت و فخر کا موجب تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے دس بیٹے پورے کر دیئے جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) حارث (۲) زبیر (۳) جہل (۴) ضرار (۵) حقوم (۶) ابولہب

(۷) عباس (۸) حمزہ (۹) ابوطالب (۱۰) عبد اللہ

ان بیٹوں سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں تو ایک رات جناب عبدالمطلب کعبہ مطہرہ کے پاس قیام لیل میں مشغول تھے خواب میں دیکھا کہ ایک کہنے والا کہہ رہا



ہے کہ عبدالمطلب اس بیت (کعبہ شریف) کے رب کی جو نذر مانی تھی وہ پوری کیجئے  
عبدالمطلب مرعوب ہو کر گھبرائے ہوئے اٹھے اور حکم دیا کہ فوراً ایک مینڈھا ذبح کر  
کے فقراء و مساکین کو کھلا دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اگلی رات پھر سوئے تو خواب  
میں دیکھ کہنے والا کہہ رہا ہے ”اس سے بڑی چیز قربان کیجئے“ بیدار ہو کر اونٹ قربان  
کیا اور مساکین کو کھلا دیا۔ پھر اگلی رات سوئے تو ندا آئی اس سے بھی بڑی چیز قربان  
کیجئے“ فرمایا اس سے بڑی کیا چیز ہے؟ ندا دینے والے نے کہا ”اپنے ایک بیٹے کی  
قربانی دیجئے“ جس کی آپ نے نذر مانی تھی آپ یہ سن کر غلگین ہوئے اور اپنے سب  
بیٹوں کو جمع کیا اور انہیں وفاء نذر کی طرف دعوت دی۔ سب نے کہا ہم آپ کی  
اطاعت کریں گے آپ ہم میں سے جس کو چاہیں ذبح کر دیں آپ نے فرمایا قرعہ  
اندازی کر لو قرعہ اندازی میں حضرت عبداللہ کا نام نکلا۔ جو جناب عبدالمطلب کے  
محبوب ترین بیٹے تھے قرعہ نکلنے کے بعد عبدالمطلب نے اپنے بیٹے عبداللہ کا ہاتھ پکڑا  
چھری لی اور ذبح کرنے کیلئے چل دیئے۔ جب چھری پھیرنے کا ارادہ کیا تو سادات  
قریش جمع ہو گئے اور عبدالمطلب سے کہنے لگے ”آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟“ انہوں  
نے فرمایا ”میں اپنی نذر پوری کرنا چاہتا ہوں“ سرداران قریش بولے ہم آپ کو ایسا نہ  
کرنے دیں گے۔ آپ اپنے رب کی بارگاہ میں عذر کر کے سبکدوش ہو جائیں۔ اگر  
آپ ایسا کر بیٹھے تو ہمیشہ کے لئے بیٹا ذبح کرنے کی سنت جاری ہو جائے گی۔  
سرداران قریش نے مشورہ کر کے جناب عبدالمطلب سے کہا چلے فلاں کاہنہ کے پاس  
چیں جس کا نام قطبہ ہے (بعض نے ان کا نام سحاح بتایا ہے) شاید وہ آپ کو ایسی  
بات بتائے جس میں آپ کے لئے کشادگی اور گنجائش ہو۔ یہ سب لوگ کاہنہ کے پاس  
پہنچے اور تمام واقعہ اسے بتایا۔ اس نے کہا ”تم میں خون بہا کتنا ہوتا ہے کہا گیا دس اونٹ  
اس نے بتایا آپ سب لوگ واپس چلے جائیں اور دس اونٹ اور عبداللہ کے درمیان  
قرعہ اندازی کریں اگر قرعہ عبداللہ کے نام کا نکل آئے تو دس اونٹ بڑھا کر پھر قرعہ  
ڈالیں اور جب تک عبداللہ کا نام نکلتا رہے دس اونٹ بڑھاتے جائیں یہاں تک کہ  
اونٹوں کے نام کا قرعہ ڈالیں جب ایسا ہو تو ان اونٹوں کو عبداللہ کی بجائے ذبح کر دیا

جائے وہ قربانی گویا عبداللہ کی قربانی ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ہر قرعہ پر عبداللہ کا نام  
نکلتا رہا اور دس دس اونٹ بڑھاتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ جب سواونٹ تک پہنچے تو  
جناب عبداللہ کی بجائے اونٹوں کا نام قرعہ میں نکلا اور سواونٹوں کو قربان کر دیا گیا یہ  
قربانی اونٹوں کی نہیں بلکہ جناب عبداللہ (حضور ﷺ کے والد ماجد) کی قربانی قرار  
پائی یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ”میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں“ یعنی حضرت  
اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہما السلام اور عبداللہ بن عبدالمطلب کا۔ انہی مواہب  
اللہ فیہ جلد اس ۱۶-۱۷۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ جناب عبدالمطلب نے بیٹا ذبح کرنے کی نذر  
اس وقت مانی تھی جب آپ کو زمزم کا کنواں کھودنے کا خواب میں حکم دیا گیا تھا اور اس  
سلسلہ میں آپ کو کچھ پریشانی لاحق ہوئی تو آپ نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس  
کام کو مجھ پر آسان کر دیا تو میں ایک بیٹا اللہ کے نام پر قربان کروں گا  
(مواہب اللہ فیہ جلد اس ۱۷)۔

نسب شریف: مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ترمذی سے بروایت حضرت عباس مروی  
ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں محمد ہوں عبداللہ کا بیٹا اور عبدالمطلب کا  
پوتا اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے اچھے گروہ میں بنایا یعنی انسان بنایا انسان  
میں دو فرقے پیدا کئے عرب اور عجم مجھے اچھے فرقے یعنی عرب میں بنایا پھر عرب میں  
کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے قبیلے میں پیدا کیا یعنی قریش میں پھر قریش میں  
کئی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان میں پیدا کیا یعنی بنی ہاشم میں پس  
میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں  
نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور سفاح یعنی بدکاری سے پیدا نہیں ہوا ہوں آدم علیہ السلام  
سے لے کر میرے والدین تک سفاح یعنی جاہلیت کا کوئی مورث مجھ کو نہیں پہنچا یعنی  
زمانہ جاہلیت میں جو بے احتیاطی ہوا کرتی تھی میرے آباء و اہمات سب اس سے منزہ  
رہے پس میرے نسب میں اس کا کوئی میل نہیں ہے۔ روایت کیا اس کو بطبرانی ابو نعیم



اور ابن عباسؓ نے اوسط میں (مواہب اللدنیہ)

ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا مرفوعاً یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے اسلاف میں سے کبھی کوئی مرد عورت بطور سفاح کے نہیں ہے کبھی کا مطلب یہ ہے کہ جس قربت کو میرے نسب میں بھی دخل نہ ہو مثلاً حمل ہی نہ ٹھہرا ہو وہ بھی بلا نکاح نہیں ہوئی یعنی آپ کے سب اصول ذکر و اناث ہمیشہ برے کام سے پاک رہے اللہ تعالیٰ مجھ کو اصلا ب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف مصفیٰ مہذب کر کے منتقل کرتا رہا۔ جب کبھی دو شعبے ہوئے جیسے عرب و عجم پھر قریش و غیر قریش و علی ہذا۔ میں بہترین شعبے میں رہا۔ (مواہب اللدنیہ)

دلائل ابو نعیم میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتی ہیں اور آپ جبرائیل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں تمام مشرق و مغرب میں پھرا سو میں نے کوئی شخص محمد ﷺ سے افضل نہیں دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا اور اس طرح طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ آثار صحت کے اس متن یعنی حدیث کے صفحات پر نمایاں ہیں۔ (مواہب اللدنیہ) یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام کے اس قول کا یوں منظوم ترجمہ کیا گیا ہے۔

آفاقہا گردیدہ ام مہربان درزیدہ ام  
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن توجیزے دیگری

مکتوٰۃ میں مسلم سے روایت وائل بن الاسقع سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو۔ اور ترمذی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کو منتخب کیا۔

نسب نامہ: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن

کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

فائدہ: ہم نے حضور ﷺ کا نسب نامہ جناب عدنان تک لکھا ہے کیونکہ اس کے بعد نسب بیان کرنے والوں کے بارے میں ارشاد ہوا 'کذب النسبون اور محتاط علماء نے بھی یہیں تک آپ کا نسب شریف لکھا ہے۔

زمانہ طفولیت: ابن شیح نے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ آپ کا گہوارہ (یعنی جھولا) فرشتوں کی جنبش دینے سے ہلا کرتا تھا۔ (مواہب اللدنیہ)

نبیہی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہ کہتی تھیں کہ انہوں نے جب آپ کا دودھ چھڑایا تو آپ نے دودھ چھڑانے کے ساتھ ہی سب سے اول جو کلام فرمایا وہ یہ تھا اَللّٰهُ اَكْبَرُ کَیْبَرُ اَوَّلُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَیْبَرُ اَوَّلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُکْرَةً وَّاَصِيلاً۔ جب آپ ذرا سمجھ دار ہوئے تو باہر تشریف لے جاتے اور لڑکوں کو کھیلتا دیکھتے مگر ان سے علیحدہ رہتے (یعنی کھیل میں شریک نہ ہوتے) (مواہب اللدنیہ)

ابن سعد ابو نعیم اور ابن عباس نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہ آپ کو کہیں دور نہ جانے دیا کرتیں ایک بار ان کو کچھ خبر نہ ہوئی آپ اپنی رضاعی بہن شیماء کے ساتھ عین دوپہر کے وقت موسیٰ کی طرف چلے گئے حضرت حلیمہ آپ کی تلاش میں نکلیں یہاں تک کہ آپ کو بہن کے ساتھ پایا کہنے لگیں کہ اس گرمی میں (ان کو لائی ہو) بہن نے کہا اماں میرے بھائی کو گرمی ہی نہیں لگی میں نے ایک بادل کا ٹکڑا دیکھا جو ان پر سایہ کئے ہوئے تھا جب ٹھہر جاتے تھے وہ بھی ٹھہر جاتا تھا اور جب یہ چلنے لگتے تو وہ بھی چلنے لگتا یہاں تک کہ اس موقع تک اسی طرح پہنچے۔

(مواہب اللدنیہ)

حضرت حلیمہ سعدیہ سے روایت ہے کہ میں (طائف سے) بنی سعد کی عورتوں کے ہمراہ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں مل کر چلی (اس قبیلہ کا یہی کام تھا) اور اس سال سخت قحط تھا میری گود میں ایک بچہ تھا۔ مگر اتنا دودھ نہ تھا کہ اس کو کافی ہوتا۔ رات بھر اس کے رونے کی وجہ سے نیند نہ آئی اور نہ ہماری اونٹنی کے دودھ ہوتا۔



میں ایک دراز گوش پر سوار تھی جو غایت لاغری سے سب کے ساتھ نہ چل سکتا تھا، ہماری بھی اس سے تنگ آ گئے تھے ہم مکہ میں آئے تو رسول اللہ ﷺ کو جو عورت دیکھتی اور یہ سنتی کہ آپ یتیم ہیں کوئی قبول نہ کرتی (کیونکہ زیادہ انعام و اکرام کی توقع نہ ہوتی اور ادھر ان کو دودھ کی کمی کے سبب کوئی بچہ نہ ملا) میں نے اپنے شوہر سے کہا۔ یہ تو اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میں خالی جاؤں میں تو اس یتیم کو لاتی ہوں شاید اللہ تعالیٰ برکت عطا کرے، غرض میں آپ کو جا کر لے آئی جب اپنی فرودگاہ پر لائی اور گود میں لے کر دودھ پلانے بیٹھی تو دودھ اس قدر اتر ا کہ آپ کے رضاعی بھائی نے خوب آسودہ ہو کر پیا اور پیٹ بھر کر سو گئے اور میرے شوہر نے جوانی کو جا کر دیکھا تو تمام دودھ ہی دودھ بھرا تھا۔ غرض اس نے دودھ نکالا اور ہم سب نے اونٹنی کا دودھ خوب سیر ہو کر پیا اور رات بڑے آرام سے گزری اور اس سے پہلے سونا میسر نہ ہوتا تھا۔ شوہر کہنے لگا اے حلیمہ تو تو بڑے برکت والے بچے کو لائی میں نے کہا ہاں مجھے یہی امید ہے پھر مکہ سے روانہ ہوئے اور آپ کو لے کر اسی دراز گوش پر سوار ہوئی پھر تو اس کا یہ حال تھا کہ کوئی سواری اس کو پکڑ نہ سکتی تھی میری ہمراہی عورتیں تعجب سے کہنے لگیں کہ حلیمہ ذرا آہستہ چلو یہ وہی تو ہے جس پر تم آئی تھیں میں نے کہا ”ہاں وہی ہے“ وہ کہنے لگیں بے شک اس میں کوئی بات ہے پھر ہم اپنے گھر پہنچے اور وہاں سخت قحط تھا لیکن میری بکریاں دودھ بھری آئیں اور دوسروں کو اپنے جانوروں میں ایک قطرہ دودھ کا نہ ملتا میری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ ارے تم بھی وہیں چرواہاں جہاں حلیمہ کے جانور چرتے ہیں۔ ان لوگوں کے کہنے پر چرواہوں نے اپنے جانور میرے جانوروں کی چراگاہ میں چرنے کے لئے چھوڑے مگر پھر بھی ان کے جانور خالی آتے اور میرے جانور بھرے آتے (کیونکہ چراگاہ میں کیا رکھا تھا وہ تو بات ہی اور تھی) غرض ہم برابر خیر و برکت کا مشاہدہ کرتے رہے یہاں تک کہ دو سال پورے ہو گئے اور میں نے آپ کا دودھ چھڑایا آپ کا نشو و نما اور بچوں سے بہت زیادہ تھا یہاں تک کہ دو سال کی عمر میں اچھے بڑے معلوم ہونے لگے پھر ہم آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لائے مگر آپ کی برکت کی وجہ سے ہمارا جی چاہتا تھا کہ آپ اور رہیں اس لئے آپ کی والدہ

سے اصرار کر کے دوبارہ مکہ میں جانے کے بہانے سے پھر اپنے گھر لے آئے سو چند مہینے بعد ایک بار آپ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ مویشی میں پھر رہے تھے کہ یہ بھائی دوڑتا ہوا آیا مجھ سے اور اپنے باپ سے کہا کہ میرے قریشی بھائی کو دو سفید کپڑے والے آدمیوں نے پکڑ کر لٹایا اور شکم چاک کیا میں اسی حال میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ سو ہم دونوں گھبرائے ہوئے گئے دیکھا کہ آپ کھڑے ہیں لیکن رنگ متغیر ہے میں نے پوچھا بیٹا کیا تھا فرمایا، دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور مجھ کو لٹایا اور پیٹ چاک کر کے کچھ ڈھونڈ کر نکالا، معلوم نہیں کیا تھا ہم آپ کو اپنے ڈیرے پر لائے تب شوہر نے کہا حلیمہ اس لڑکے کو آسیب کا اثر ہے قبل اس کے کہ اس کا زیادہ اثر ہو ان کے گھر پہنچا آ میں آپ کی والدہ کے پاس لے کر گئی۔ آپ نے فرمایا تو تو اس کو رکھنا چاہتی تھی پھر کیوں لے آئی میں نے کہا اب خدا کے فضل سے ہوشیار ہو گئے ہیں اور میں اپنی خدمت کر چلی خدا جانے کیا اتفاق ہوتا اس لئے لائی ہوں انہوں نے فرمایا یہ بات نہیں سچ بتلا؟ میں نے سب قصہ سچ بیان کیا۔ کہنے لگیں تجھ کو ان پر شیطان کے اثر کا اندیشہ ہے؟ میں نے کہا ”ہاں“ کہنے لگیں ”ہرگز نہیں واللہ شیطان کا ان پر کچھ اثر نہیں ہو سکتا“ میرے بیٹے کی ایک خاص شان ہے پھر انہوں نے بعض حالات حمل اور ولادت کے بیان کئے اور بعد میں فرمایا اچھا ان کو چھوڑ دو اور خیریت کے ساتھ جاؤ (سیرت ابن ہشام)

حلیمہ کے اس لڑکے کا نام عبد اللہ ہے اور یہ ایسہ اور جذامہ کے بھائی ہیں اور یہ جذامہ شیماء کے نام سے مشہور ہیں اور یہ سب اولاد ہیں حارث بن عبد العزی کی جو شوہر ہیں حلیمہ کے۔ (فی زاد المعاد)

بعض اہل علم نے ان سب کے ایمان کی تصریح کی ہے۔ (شامۃ اور زاد المعاد) محمد بن اسحاق نے ثور بن یزید سے (اس بار کے شق صدر کے بعد کا واقعہ) مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان سفید پوش شخصوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کو اور ان کی امت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو چنانچہ وزن کیا تو میں بھاری نکلا پھر اسی طرح سو آدمیوں کے ساتھ پھر ہزار آدمیوں



کے ساتھ کیا، پھر کہا کہ بس کرو۔ واللہ اگر ان کو ان کی تمام امت سے وزن کرو گے تب بھی یہ وزنی نکلیں گے۔ (سیرت ابن ہشام)

اس جملہ میں آپ کو بشارت سنائی کہ آپ نبی ہونے والے ہیں، آپ کا شوق صدر اور قلب اطہر کا دھلنا چار بار ہوا، ایک تو یہی جو ذکر کیا گیا، دوسری بار دس سال کی عمر میں صحرا میں ہوا تھا، تیسری بار وقت بعثت کے ماہ رمضان غار حرا میں، چوتھی بار شب معراج میں اور پانچویں بار ثابہت نہیں۔ (شامہ، بتغیر لیر)

### ایام طفولیت مبارکہ میں شوق صدر کے بعد سینہ اقدس کو ٹانگے لگائے گئے

صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۲ پر حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور ﷺ بچوں کے ساتھ اپنی (شان کے لائق) کھیل رہے تھے، جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمین پر لٹا کر سینہ اقدس چاک کیا، قلب مبارک کو باہر نکال کر اس سے منجمد خون نکالا اور زمزم کے پانی سے دھو کر سینہ اقدس میں رکھ کر سینہ مبارک بند کر دیا، وہ بچے جن کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھیل رہے تھے، آپ کی رضاعی ماں (حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا) کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اِنَّ مُحَمَّدًا اَقْدَقُ فِعْلٍ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے تو لوگ دوڑتے ہوئے آئے تو محمد ﷺ کا رنگ مبارک بدلا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے سینہ اقدس میں سوئی (سے سے جانے) کا نشان دیکھا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شوق صدر مبارک کے متعلق روحانی، منائی، کشفی، معنوی وغیرہ کی تمام تاویلات قطعاً باطل ہیں بلکہ یہ ”شق“ اور چاک کیا جانا، حسی حقیقی اور امر واقعی ہے، کیونکہ سینہ اقدس میں سوئی سے سے جانے کا نشان چمکتا ہوا نظر آتا تھا، پھر حدیث پاک میں صاف الفاظ موجود ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سینہ مبارک چاک کیا گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کھیلنے والے لڑکے دوڑے

ہوئے حضور ﷺ کی رضاعی ماں (حلیمہ سعدیہ) کے پاس آئے اور کہا کہ محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ پاک کے چاک ہونے اور قلب اطہر کے نکالے جانے اور اس سے منجمد خون کے باہر نکالے جانے کا واضح ذکر اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متغیر اللون ہونے کا بیان اس حقیقت کو بے نقاب کر رہا ہے کہ یہ واقعہ بالکل حسی ہے، اس کو معنوی کہنا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔

اس تفصیل کو ذہن نشین کر لینے کے بعد بیان سابق میں ہمارا یہ قول بالکل بنے غبار ہو جاتا ہے کہ شوق صدر مبارک بچپن میں ہوا یا جوانی میں، قبل البعثت ہوا یا بوقت معراج، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد وفات حیات حقیقی کے ساتھ زندہ رہنے کی قوی دلیل ہے، کیونکہ انسان کا دل اس کی روح حیات کا مستقر ہوتا ہے، اس کا سینہ سے باہر آ جانا روح حیات کا بدن سے نکل جانا ہے۔ گویا اس واقعہ میں یہ اشارہ ہے کہ جس طرح قلب مبارک کے سینہ اقدس سے باہر ہو جانے کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں۔ اسی طرح روح مقدس کے قبض ہو جانے کے بعد زندہ رہیں گے یہ واقعہ حضور ﷺ کے عظیم ترین معجزات میں سے ہے۔

فائدہ جلیلہ: فضیلت شوق صدر حضور ﷺ کے طفیل باقی انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی عطا ہوئی، جیسا کہ تاہوت بنی اسرائیل کے قصہ میں طہرانی کی طویل روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ كَانَ فِيهِ الطُّشْتُ الَّتِي يُغَسِّلُ فِيهَا قُلُوبُ الْأَنْبِيَاءِ (فتح المہم جلد اول ص ۱۰۰) یعنی تاہوت سکینہ میں وہ طشت بھی تھا جس میں انبیاء علیہم السلام کے دلوں کو دھویا جاتا ہے، چونکہ دیگر انبیاء علیہم السلام کو بھی حضور ﷺ کی تبعیت میں حیات حقیقی عطا کی گئی۔ لہذا شوق صدر اور قلب مبارک کا دھویا جانا بھی ان کو عطا کیا گیا تھا تاکہ ان کی حیات بعد الوفاات پر بھی اسی طرح دلیل قائم ہو جائے جس طرح رسول ﷺ کی حیات بعد الممات پر دلیل قائم کی گئی اور اس طرح بلا تخصیص و تنقیہ مطلقاً حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ثابت ہو جائے۔

قلب مبارک کا دھویا جانا: قلب اطہر کا زم زم سے دھویا جانا کسی آلائش کی وجہ سے نہ تھا، کیونکہ حضور سید عالم ﷺ حیدر الطہرین والظاہرین ہیں۔ ایسے طیب و طاہر



کہ ولادت باسعادت کے بعد بھی حضور سید عالم ﷺ کو غسل نہیں دیا گیا، لہذا قلب اقدس کا زم زم سے دھویا جانا محض اس حکمت پر مبنی تھا کہ زم زم کے پانی کو وہ شرف بخشا جائے جو دنیا کے کسی پانی کو حاصل نہیں، بلکہ قلب اطہر کے ساتھ ماء زم زم کو مس فرما کر وہ فضیلت عطا فرمائی گئی جو کوثر و تسنیم کے پانی کو بھی حاصل نہیں۔

شق صدر کی حکمتیں: شب معراج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ اقدس کے شق کئے جانے میں بے شمار حکمتیں مضمر ہیں جن میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ قلب اطہر میں ایسی قوت قدسیہ بالفعل ہو جائے جس سے آسمانوں پر تشریف لے جانے اور عالم سلوات کا مشاہدہ کرنے بالخصوص دیدار الہی سے مشرف ہونے میں کوئی وقت اور دشواری پیش نہ آئے۔

حیات النبی کی دلیل: علاوہ ازیں شق صدر مبارک میں ایک حکمت بلیغہ یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام کے لئے حضور ﷺ کی حیات بعد الموت پر دلیل قائم ہوگئی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عادتاً بغیر روح کے جسم میں حیات نہیں ہوتی، لیکن انبیاء علیہم السلام کے اجسام مقدسہ قبض روح کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں چونکہ روح حیات کا مستقر قلب انسانی ہے لہذا جب کسی انسان کا دل اس کے سینہ سے باہر نکال لیا جائے تو وہ زندہ نہیں رہتا، لیکن رسول اللہ ﷺ کا قلب مبارک سینہ اقدس سے باہر نکالا گیا، پھر اسے شگاف دیا گیا اور وہ منجمد خون جو جسمانی اعتبار سے دل کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے صاف کر دیا گیا، اس کے باوجود بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں، کیونکہ جس کا دل بدن سے باہر ہو اور وہ پھر بھی زندہ رہے اگر اس کی روح قبض ہو کر باہر ہو جائے تو وہ کب مردہ ہو سکتا ہے۔

قلب مبارک میں آنکھیں اور کان: جبرائیل علیہ السلام نے شق صدر مبارک کے بعد قلب اطہر کو جب زم زم کے پانی سے دھویا تو فرمانے لگے۔ قَلْبٌ سَدِيدٌ فِيهِ غَيَانٌ تُبْصِرَانِ وَأَذْنَانِ تَسْمَعَانِ۔

ترجمہ: قلب مبارک ہر قسم کی کجی سے پاک ہے اور بے عیب ہے، اس میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں (فتح الباری جلد ۱۳ صفحہ ۴۱۰)

قلب مبارک کی یہ آنکھیں اور کان عالم محسوسات سے وراء الوراہ حقائق کو دیکھنے اور سننے کے لئے ہیں، جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَاسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ۔ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔

دامی اور اک: جب اللہ تعالیٰ نے بطور خرق عادات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب اطہر میں آنکھیں اور کان پیدا فرما دیئے ہیں تو اب یہ کہنا کہ ورائے عالم محسوسات کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیکھنا اور سننا احیاناً ہے دامی نہیں قطعاً باطل ہو گیا، جب ظاہری آنکھوں اور کانوں کا ادراک دامی ہے تو قلب مبارک کے کانوں اور آنکھوں کا ادراک کیونکر عارضی اور احیاناً ہو سکتا ہے۔ البتہ حکمت الہیہ کی بناء پر کسی امر خاص کی طرف حضور ﷺ کا دھیان نہ رہنا اور عدم توجہ اور عدم التفات کا حال طاری ہو جانا امر آخر ہے جس کا کوئی منکر نہیں اور وہ علم کے منافی نہیں ہے۔ لہذا اس حدیث کی روشنی میں یہ حقیقت بالکل واضح ہوگئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باطنی سماع اور بصارت عارضی نہیں بلکہ دامی ہے۔

شق صدر مبارک اور حضور ﷺ کا نوری ہونا: علامہ شہاب الدین غفاجی فرماتے ہیں کہ بعض لوگ یہ وہم کرتے ہیں کہ شق صدر مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے مخلوق ہونے کے منافی ہے، لیکن یہ وہم غلط اور باطل ہے، ان کی عبارت یہ ہے وَكَوْنُهُ مَخْلُوقًا مِنَ النُّورِ لَا يَنَافِيهِ كَمَا تَوَهُّمُ (تسليم الرياض شرح شفا قاضی عیاض جلد ۲ ص ۲۳۸)

نورانیت اور احوال بشریہ کا ظہور: اقول وباللہ التوفیق! جو بشریت عیوب و نقائص بشریت سے پاک ہو اس کا بشر ہونا نورانیت کے منافی نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور سے مخلوق فرما کر مقدس اور پاکیزہ بشریت کے لباس میں مبعوث فرمایا۔ شق صدر ہونا بشریت مطہرہ کی دلیل ہے اور باوجود سینہ اقدس چاک ہونے کے خون نہ نکلنا نورانیت کی دلیل ہے۔ فَلَمْ يَكُنِ الشَّقُّ بِاللَّهِ وَلَمْ يَسِلِ الدَّمُ۔



ترجمہ: شق صدر کسی آلہ سے نہیں تھا نہ اس شگاف سے خون بہا۔

(روح البیان جلد ۵ ص ۱۰۶)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلقت نور سے ہے اور بشریت ایک لباس ہے اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جب چاہے اپنی حکمت کے مطابق بشری احوال کو نورانیت پر غالب کر دے اور جب چاہے نورانیت کو احوال بشریہ پر غلبہ دے دے اور بشریت نہ ہوتی ”شق“ کیسے ہوتا اور نورانیت نہ ہوتی تو آلہ بھی درکار ہوتا اور خون بھی ضرور بہتا۔ جب کبھی خون بہا (جیسے غزوہ احد میں) تو وہاں احوال بشریہ کا غلبہ تھا اور جب خون نہ بہا (جیسے لیلۃ المعراج شق صدر میں) تو وہاں نورانیت غالب تھی۔

شب معراج شق صدر مبارک: مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ فرشتوں نے حضور ﷺ کا سینہ آندس اوپر سے نیچے تک چاک کیا اور قلب مبارک باہر نکالا پھر اسے شگاف دیا اور اس سے خون کا ایک لوتھڑا نکال کر باہر پھینکا اور کہا کہ آپ کے اندر شیطان کا ایک حصہ تھا۔

خون کا لوتھڑا یا شیطان کا حصہ: علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے دل میں خون کا لوتھڑا پیدا فرمایا ہے اس کا کام یہ ہے کہ انسان کے دل میں شیطان جو کچھ ڈالتا ہے یہ لوتھڑا اس کو قبول کرتا ہے۔ (جس طرح قوت سامعہ آواز کو اور قوت باصرہ مبصرات کی صورتوں کو اور قوت شامع خوشبو اور بدبو کو اور قوت ذائقہ ترشی اور تخی وغیرہ کو اور قوت لامسہ گرمی اور سردی وغیرہ کیفیات کو قبول کرتی ہے اسی طرح دل کے اندر یہ منجمد خون کا لوتھڑا شیطانی وسوسوں کو قبول کرتا ہے) یہ لوتھڑا جب حضور ﷺ کے قلب مبارک سے دور کر دیا گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مقدسہ میں ایسی کوئی چیز باقی نہ رہی جو القائے شیطانی کو قبول کرنے والی ہو۔ علامہ تقی الدین فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک سے یہی مراد ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی میں شیطان کا کوئی بھی حصہ کبھی نہیں تھا۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب یہ بات تھی تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مقدسہ میں اس خون کے لوتھڑے کو کیوں پیدا فرمایا کیونکہ یہ

ممکن تھا کہ پہلے ہی ذات مقدسہ میں اسے پیدا نہ فرمایا جاتا تو جواب دیا جائے گا کہ اس کے پیدا فرمانے میں یہ حکمت ہے کہ وہ اجزائے انسانیہ میں سے ہے لہذا اس کا پیدا کیا جانا خلقت انسانی کی تکمیل کے لئے ضروری ہے اور اس کا نکال دینا یہ ایک امر آخر ہے جو تخلیق کے بعد طاری ہوا۔ (انہی)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس کی نظیر بدن انسانی میں اشیاء زائدہ کی تخلیق ہے جیسے قلفہ کا ہونا اور ناخنوں اور مونچھوں کی درازی اور اسی طرح بعض دیگر زائدہ چیزیں (جن کا پیدا ہونا بدن انسانی کی تکمیل کا موجب ہے اور ان کا ازالہ طہارت و نظافت کے لئے ضروری ہے) مختصر یہ کہ ان اشیاء زائدہ کی تخلیق اجزائے بدن انسانی کا کملہ ہے۔ اور ان کا زائل کرنا کمال تطہیر و تنظیف کا مقتضی ہے۔ (شرح شفاء لملاعلی قاری جلد ۴ صفحہ ۳۷۷) اَقُولُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ۔

چونکہ ذات مقدسہ میں حظ شیطانی باقی ہی نہ تھا اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہمزاد مسلمان ہو گیا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وَلَکِنْ اَسْلَمَ فَلَا یَاْمُرْنِیْ اِلَّا بِخَیْرِ۔ میرا ہمزاد مسلمان ہو گیا لہذا سوائے خیر کے وہ مجھے کچھ نہیں کہتا۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں کہ قلب بمنزلہ سیوہ کے ہے جس کا دانہ اپنے اندر کے تخم اور گٹھلی پر قائم ہوتا ہے اور اسی سے پختگی اور رنگینی حاصل کرتا ہے اسی طرح وہ منجمد خون قلب انسانی کے لئے ایسا ہے جیسے چھوہارے کے لئے گٹھلی اگر ابتداً اس میں گٹھلی نہ ہو تو وہ پختہ نہیں ہو سکتا لیکن پختہ ہو جانے کے بعد اس گٹھلی کو باقی نہیں رکھا جاتا بلکہ نکال کے پھینک دیا جاتا ہے۔ چھوہارے کی گٹھلی یا دانہ انگور سے بیج نکال کر پھینکتے وقت کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ جو چیز پھینکنے کے قابل تھی وہ پہلے ہی کیوں پیدا کی گئی؟ اگر اسی طرح یہ بات ذہن نشین کر لی جائے تو قلب اطہر میں خون کا وہ لوتھڑا اسی طرح تھا جیسے انگور کے دانہ میں بیج یا کھجور کے دانہ میں گٹھلی ہوتی ہے۔ اور قلب اطہر سے اس کو بالکل ایسے ہی نکال کر پھینک دیا گیا جیسے کھجور اور انگور سے گٹھلی اور بیج کو نکال کر باہر پھینک دیا جاتا ہے تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوا کہ اس لوتھڑے کو قلب اطہر میں ابتداً کیوں پیدا کیا گیا۔



(نسیم الریاض، شرح شفاء قاضی عیاض ص ۲۳۹)

رہا یہ امر کہ فرشتوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ کیوں کہا کہ ہذہ خضطک من الشیطان تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے یہ معنی نہیں کہ (معاذ اللہ) آپ کی ذات پاک میں واقعی شیطان کا کوئی حصہ ہے۔ نہیں اور یقیناً نہیں یہ حقیقت ہے کہ ذات پاک، شیطانی اثر سے پاک اور طیب و طاهر ہے بلکہ حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ اگر آپ کی ذات پاک میں شیطان کے تعلق کی کوئی جگہ ہو سکتی ہے تو وہ یہی خون کا لوتھڑا تھا جب اس کو آپ کے قلب مبارک سے نکال کر باہر پھینک دیا گیا تو اس کے بعد آپ کی ذات مقدسہ میں کوئی ایسی چیز باقی نہ رہی جس سے شیطان کا کوئی تعلق کسی طرح ہو سکے۔

الفاظ حدیث کا واضح اور روشن مفہوم یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدسہ میں شیطان کا کوئی حصہ ہوتا تو یہی خون کا لوتھڑا ہو سکتا تھا مگر جب یہ بھی نہ رہا تو اب ممکن ہی نہیں کہ ذات مقدسہ سے شیطان کا کوئی تعلق ممکن ہو۔ آپ کی ذات مقدسہ ان عیوب سے پاک ہے جو اس لوتھڑے کے ساتھ شیطان کے متعلق ہونے سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ شق صدر مبارک کے بعد ایک نورانی طشت جو ایمان و حکمت سے لبریز تھا حضور ﷺ کے سینہ اقدس میں بھر دیا گیا ایمان و حکمت اگرچہ جسم و صورت سے متعلق نہیں لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ غیر جسمانی چیزوں کو صورت عطا فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایمان و حکمت کو جسمانی صورت میں متمثل فرمادیا اور یہ تمثیل رسول اللہ ﷺ کے حق میں انتہائی عظمت و رفعت شان کا موجب ہے۔

حضور ﷺ وہی چھاتی کا دودھ پیا کرتے اور بائیں چھاتی اپنے رضاعی بھائی یعنی حلیمہ کے بیٹے کیلئے ہمیشہ چھوڑ دیتے تھے ایسا عدل آپ کی طبیعت میں تھا اور لڑکپن میں بھی آپ نے بول و براز کپڑے میں نہیں کیا بلکہ دونوں کے وقت مقرر تھے کہ اسی وقت رکھنے والے جائے ضرورت میں اٹھا کر پیشاب کرا لیتے اور کبھی آپ کا ستر برہنہ نہ ہوتا اور جو کپڑا اٹھا جاتا تو فرشتے فوراً ستر چھپا دیتے۔

(تواریخ حبیب اللہ)

ایک بار اپنے بچپن کا واقعہ خود حضور ﷺ نے ذکر فرمایا کہ میں ایک بار بچوں کے ساتھ پتھر اٹھا اٹھا کر لارہا تھا اور سب اپنی لنگی اتار کر گردن پر پتھر کے نیچے رکھے ہوئے تھے میں نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا۔ (کیونکہ بچپن میں انسان اتنا مکلف بھی نہیں ہوتا، طبعاً اور عرفاً بھی ایسے بچے سے ایسا امر خلاف حیا نہیں سمجھا جاتا) دفعتاً (غیب سے) زور سے ایک دھکا لگا اور یہ آواز آئی کہ اپنی لنگی باندھو، بس میں نے فوراً باندھ لی اور گردن پر پتھر لانے شروع کر دیئے۔ (سیرۃ ابن ہشام)

ابن عسا کر نے حلیمہ بن عرفطہ سے روایت کیا ہے کہ میں مکہ معظمہ میں پہنچا اور وہ لوگ سخت قحط میں تھے قریش نے کہا اے ابوطالب چلو پانی کی دعا مانگو ابوطالب چلے اور ان کے ساتھ ایک لڑکا تھا اس قدر حسین جیسے بدلی میں سے سورج نکلا ہو (یہ لڑکے رسول اللہ ﷺ تھے جو اس وقت ابوطالب کی پرورش میں تھے) ابوطالب نے ان صاحبزادے کی پشت خانہ کعبہ سے لگا لی اور صاحبزادے نے انگلی سے اشارہ کیا اور آسمان میں کہیں بدلی کا نشان نہ تھا سب طرف سے بادل آنا شروع ہوا اور خوب پانی برسنا۔ (مواہب اللدنیہ) اور یہ واقعہ آپ کی صغریٰ میں ہوا (تواریخ حبیب اللہ) ایک مرتبہ آپ ابوطالب کے ہمراہ بارہ برس کی عمر میں سفر تجارت شام کو گئے راہ میں بحیراراہب نصاریٰ کے پاس اتفاقاً قیام ہوا۔ راہب نے آپ کو علامات نبوت سے پہچانا اور قافلہ کی دعوت کی اور ابوطالب نے کہا کہ یہ پیغمبر سردار سب عالموں کے ہیں اور اہل کتاب اور یہود و نصاریٰ ان کے دشمن ہیں۔ ان کو ملک شام نہ لے جاؤ مبادا ان کے ہاتھ سے ان کو گزند پہنچے سو ابوطالب نے مال تجارت و ہیں فروخت کیا اور بہت نفع پایا اور وہیں سے مکہ پھر آئے۔ (تواریخ حبیب اللہ)

آپ جب ابوطالب کی کفالت و تربیت میں تھے جب ان کے عیال کے ہمراہ کھانا کھاتے تو سب شکم سیر ہو جاتے اور جب نہ کھاتے تو سب بھوکے رہ جاتے۔ (شامتہ) گویا آپ کی برکت خود ابوطالب کی کفالت کر رہی تھی اور ابوطالب کے بیٹے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آپ نے احسان کے جواب میں اپنی آغوش تربیت میں لے لیا تھا۔

ان کے اسمائے مبارکہ آپ جن کی تربیت میں رہے  
آپ ابھی زمانہ حمل میں تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی وفات  
ہو گئی (سیرت ابن ہشام)

صرف دو مہینے حمل پر گزرے تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ "شام"  
کو قافلہ قریش کے ساتھ تجارت کو گئے تھے وہاں سے واپسی پر مدینہ میں اپنے ماموں  
کے پاس بیماری کی حالت میں ٹھہر گئے اور وہیں وفات پائی۔ (تواریخ حبیب اللہ)  
اور جب آپ چھ سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ حضرت آمنہ آپ کو لے  
کر مدینہ شریف اپنے اقارب سے ملنے گئی تھیں مکہ کو واپس آتے ہوئے درمیان مکہ و  
مدینہ کے موضع ابواء میں انہوں نے وفات پائی۔ (سیرۃ ابن ہشام) اس وقت ام  
ایمن بھی ساتھ تھیں

پھر آپ اپنے دادا عبدالمطلب کی پرورش میں رہے جب آپ آٹھ سال  
کے ہوئے عبدالمطلب کی بھی وفات ہو گئی (سیرۃ ابن ہشام) اور انہوں نے ابو  
طالب کو آپ کی نسبت وصیت کی تھی چنانچہ پھر آپ ان کی کفالت میں رہے۔  
(سیرت ابن ہشام) یہاں تک کہ انہوں نے نبوت کا زمانہ بھی پایا اور سات روز تک  
آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ پیا۔ (تواریخ حبیب اللہ) پھر چند روز تک ثویبہ نے  
دودھ پلایا جو ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور آپ ہی کے ساتھ حضرت ابوسلمہ اور  
حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا اور اس وقت ان کا بیٹا "مسروح" بھی دودھ پیتا تھا پھر  
خلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا۔ ان ہی "خلیمہ سعدیہ" نے آپ کے ساتھ آپ کے چچا  
زاد بھائی ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کو بھی دودھ پلایا یہ عام افتاح میں  
مسلمان ہوئے اور بہت کچے مسلمان ہوئے اور اس زمانہ میں حضرت حمزہ بھی  
بنی سعد میں کسی عورت کا دودھ پیتے تھے سو اس عورت نے بھی آپ کو ایک دن دودھ  
پلا دیا جب خلیمہ کے پاس تھے تو حضرت حمزہ دو عورتوں کے دودھ کی وجہ سے آپ کے  
رضاعی بھائی ہیں ایک ثویبہ کے دودھ سے دوسرے اس سعدیہ کے دودھ  
سے (زاد المعاد)

اور جن کی آغوش میں آپ رہے وہ یہ ہیں۔ آپ کی والدہ، ثویبہ اور حلیمہ  
سعدیہ (جن سے شیماء آپ کی رضاعی بہن ہیں) اور ام ایمن حبشیہ جن کا نام برکت  
ہے یہ آپ کو آپ کے والد سے میراث میں ملی تھیں اور آپ نے ان کا نکاح حضرت  
زید سے کیا تھا جن سے اسامہ پیدا ہوئے۔ (زاد المعاد)

شباب سے نبوت تک کے بعض حالات: جب آپ چودہ یا پندرہ برس کے  
ہوئے اور بالقوے بیس سال کے ہوئے تو قریش اور قیس میں ایلان میں ایک لڑائی  
ہوئی تو اس لڑائی میں بعض تواریخ کے مطابق آپ نے بھی شرکت فرمائی تھی۔ اور آپ  
نے فرمایا کہ میں اپنے اعمام کو تیروں سے بچاتا تھا اور اس واقعہ کا بڑا قصہ ہے (سیرت  
ابن ہشام) اس واقعہ سے آپ کا شجاع ہونا ثابت ہوتا ہے۔

جب آپ پچیس سال کے ہوئے تو حضرت خدیجہ بنت خویلد نے جو کہ  
قریش میں مالدار بی بی تھیں اور تاجروں کو اپنا مال اکثر مضاربت پر دیتی رہا کرتی تھیں  
آپ کے صدق و امانت و حسن معاملہ اور اخلاق کی خبر سن کر آپ سے درخواست کی کہ  
میرا مال مضاربت پر شام کی طرف لے جائیے اور میرا غلام میسرہ آپ کے ہمراہ رہے  
گا، آپ نے قبول فرمایا یہاں تک کہ آپ شام میں پہنچے اور کسی موقع پر آپ ایک  
درخت کے نیچے اترے وہاں ایک راہب کا صومعہ تھا اس راہب نے آپ کو دیکھا اور  
میسرہ سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے۔ میسرہ نے کہا کہ قریش اہل حرم میں سے ایک  
شخص ہیں۔ راہب نے کہا "اس درخت کے نیچے بجز نبی کے کبھی کوئی نہیں اترتا"  
آپ شام سے خوب نفع لے کر واپس ہوئے اور میسرہ نے دیکھا کہ جب دھوپ تیز  
ہوئی تھی تو دو فرشتے آپ پر سایہ کرتے تھے جب آپ مکہ پہنچے تو حضرت خدیجہ کو ان  
کا مال سپرد کیا کہ دو گنا یا اس کے قریب نفع ہوا (یہ تو آپ کے صدق و امانت کی بین  
دلیل تھی) اور میسرہ نے ان سے اس راہب کا قول اور فرشتوں کے سایہ کرنے  
کا واقعہ بیان کیا۔ حضرت خدیجہ نے ورقہ بن نوفل سے جو ان کے چچا زاد بھائی اور  
عیسائی مذہب کے بڑے عالم تھے ذکر کیا۔ ورقہ بن نوفل نے کہا اے خدیجہ! اگر یہ  
بات صحیح ہے تو محمد اس امت کے نبی ہیں۔ اور مجھ کو (کتب سماویہ سے) معلوم ہے کہ



اس امت میں ایک نبی ہونے والا ہے اور اس کا یہی زمانہ ہے۔ حضرت خدیجہ بڑی عاقلہ تھیں یہ سب سن کر آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں آپ کی قرابت اور اشرف القوم اور امین و خوش خوا اور صادق القول ہونے کے سبب آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے اعمام سے ذکر کیا اور ان کے اہتمام سے نکاح ہو گیا۔ (سیرت ابن ہشام) راہب کا نام مسطور تھا (تواریخ حبیب اللہ)

جب آپ پینتیس سال کے ہوئے تو قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر از سر نو شروع کرنے کا ارادہ کیا جب حجر اسود کے موقع تک تعمیر پہنچی تو ہر قبیلہ اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اس کی جگہ پر میں رکھوں قریب تھا کہ ان میں جھگڑا ہو آخر اہل الرائے نے یہ مشورہ دیا کہ مسجد حرام کے دروازے سے جو سب میں پہلے آئے اس کے فیصلے پر سب عمل کرو لہذا سب سے پہلے حضور ﷺ تشریف فرما ہوئے۔ سب دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ محمد ہیں امین ہیں اور قریش آپ کو نبوت سے پہلے امین کے لقب سے یاد کرتے تھے اور آپ کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا آپ نے فرمایا ایک بڑا کپڑا لاؤ چنانچہ لایا گیا آپ نے حجر اسود اپنے دست مبارک سے اس کپڑے میں رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ کا آدمی اس چادر کا ایک ایک پو تھام لے اور خانہ کعبہ تک لے چلے جب وہاں پتھر پہنچا تو آپ نے خود اس کو اٹھا کر اس کے موقع پر رکھ دیا۔ (سیرت ابن ہشام)

اس فیصلہ سے سب راضی ہو گئے۔ اٹھانے کا شرف تو سب کو حاصل ہو گیا اور چونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ سب آدمی مجھ کو اس کے موقع پر رکھنے کے لئے اپنا وکیل بنائیں کہ فعل وکیل کا بمنزلہ موکل ہوتا ہے تو اس طرح رکھنے میں بھی سب شریک ہو گئے۔ (تواریخ حبیب اللہ بتحیر الفاظ)

بعثت محمدی اور نزول وحی: جب آپ چالیس برس کے ہوئے تو آپ کو خلوت محبوب ہو گئی آپ غار حرا میں تشریف لے جاتے اور کئی کئی روز رہتے۔ اور نبوت سے چھ ماہ قبل ہی سچے اور واضح خواب دیکھنے لگے تھے کہ ایک دفعہ اچانک ربیع الاول کی آٹھویں تاریخ دو شنبہ کے دن جبرائیل علیہ السلام سورہ علق ... کی شروع کی آیتیں

آپ پر لائے اور آپ مشرف بہ نبوت ہو گئے۔ اس کے ایک عرصہ کے بعد سورہ مدثر کی اول کی آیتیں نازل ہوئیں جو آپ نے حسب حکم فَاَنْذِرْ دُعوت اسلام شروع کی مگر پوشیدہ پھر یہ آیت آئی (فَاَصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ) آپ نے علی الاعلان دعوت شروع کی۔ بس کفار نے عداوت اور ایذا شروع کی لیکن ابوطالب آپ کی حمایت کرتے تھے ایک بار کفار نے جمع ہو کر ابوطالب سے کہا کہ یا تو محمد کو ہمارے حوالہ کر دو ورنہ ہم تم سے لڑیں گے۔ انہوں نے حوالے کرنا قبول نہ کیا کفار نے آپ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا۔ ابوطالب آپ کو لے کر مع بنی ہاشم و مطلب کے ایک شعب یعنی گھائی میں واسطے محافظت جا رہے اور کفار نے آپ سے اور بنی ہاشم اور بنی مطلب سے برادری قطع کر دی اور سودا گروں کو منع کر دیا کہ ان لوگوں کے پاس کوئی چیز نہ بیچیں اور ایک کاغذ اس قطع علاقہ کے عہد کا لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا، تین سال تک آپ اور بنی ہاشم و بنی مطلب اس شعب میں نہایت تکلیف میں رہے آخر کار آپ کو وحی الہی کے ذریعہ اس بات سے اطلاع ہوئی کہ کیڑے نے اس عہد نامہ کے کاغذ کو بالکل کھا لیا۔ بجز اللہ کے نام کے جو اس میں کہیں تھا ایک حرف نہیں چھوڑا آپ نے یہ حال ابو طالب سے کہا۔ انہوں نے شعب سے نکل کر یہ بات قریش سے بیان کی اور کہا اس کاغذ کو دیکھو۔ اگر محمد کا بیان غلط نکلے تو ہم انہیں تمہارے حوالے کر دیں گے اور اگر صحیح ہو تو اتنا تو ہو کہ تم اس قطع رحم اور عہد بد سے باز آؤ۔ قریش نے کعبہ پر سے اتار کر اس کاغذ کو دیکھا فی الواقع ایسا ہی تھا تب قریش اس ظلم سے باز آئے اور عہد نامہ کو چاک کر ڈالا ابوطالب آپ کو اور بنی ہاشم و بنی مطلب کو لے کر شعب سے نکل آئے اور آپ بدستور دعوت الی اللہ میں مشغول ہوئے۔ (تواریخ حبیب اللہ وغیرہ)

اور عہد نامہ بحظ منصور بن عکرمہ بن ہشام لکھا گیا اور غرہ محرم سنہ سات نبوت کو لٹکایا گیا تھا اس کا ہاتھ خشک ہو گیا اور نبوت سے سال دہم میں شعب سے باہر آئے تھے اور اسی سال حصار شعب سے نکلنے کے آٹھ ماہ بعد ابوطالب کا انتقال ہو گیا اور ان کے تین دن بعد حضرت خدیجہ کی وفات ہو گئی۔ (شامہ)

حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد آپ کے دو نکاح قرار پائے۔ ایک حضرت

عائشہ سے کہ اس وقت چھ سال کی تھیں مکہ میں ان کا نکاح ہوا اور مدینہ شریف آ کر نو سال کی عمر میں رخصت ہو کر آئیں اور دوسرا نکاح حضرت سودہ بنت زمعہ سے کہ بیوہ تھیں آپ کا نکاح مکہ میں ہوا اور حضور ﷺ کے ساتھ مدینہ میں آئیں اور ہمیشہ ازواج میں رہیں (تواریخ حبیب اللہ)

اس سال وہم میں آپ طائف بنی ثقیف کی طرف تشریف لے گئے اور یہ جانا دعوت اسلام کے لئے نیز اس لئے تھا کہ ان سے کچھ مدد لیں (کیونکہ بعد وفات ابو طالب کے کوئی باوجاہت آدمی آپ کا حامی نہ تھا) لیکن وہاں کے سرداروں نے آپ کی کچھ مدد نہ کی بلکہ سفیلہ لوگوں کو بہکا کر آپ کو بہت تکلیف پہنچائی آپ وہاں سے طویل ہو کر مکہ واپس ہوئے اور جب آپ یثرب تھلہ میں کہ ایک دن کی راہ پر مکہ سے ہے پہنچے رات کو وہاں رہ گئے۔ آپ قرآن مجید نماز میں پڑھ رہے تھے کہ سات یا نو جن نبیوں کے کہ یہ ایک قریہ ہے موصول میں وہاں پہنچے اور کلام اللہ سن کر کھڑے ہوئے جب آپ نماز پڑھ چکے تو وہ ظاہر ہوئے انہیں اسلام کی طرف دعوت دی وہ سب بلا توقف مسلمان ہو گئے اور انہوں نے اپنی قوم کو جا کر اسلام کی دعوت دی۔ سورہ احقاف آیت **وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ** میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے پھر آپ مکہ میں تشریف لائے اور بدستور ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے اور آپ عکاظ و بحجہ و ذی الجواز میں کہ اسواق عرب تھے جاتے اور دعوت کرتے مگر کوئی قبیلہ متوجہ نہ ہوتا یہاں تک کہ سنہ گیارہ نبوت میں آپ موسم حج میں اسلام کی دعوت فرما رہے تھے کہ کچھ لوگ نصاریٰ کے آپ کو ملے۔ آپ نے ان کو دعوت اسلام دی انہوں نے یہود مدینہ سے سنا تھا کہ ایک پیغمبر عنقریب پیدا ہوں گے اور انصار سے یہود مغلوب رہتے تھے اور کہتے تھے کہ جب وہ پیغمبر پیدا ہوں گے ہم ان کے ساتھ ہو کر تم کو قتل کریں گے انصار نے آپ کی دعوت سن کر کہا کہ یہ وہی پیغمبر معلوم ہوتے ہیں جن کا ذکر یہود کرتے ہیں۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے ان سے آملیں اور چھ آدمی ان میں سے مشرف باسلام ہوئے اور اقرار کیا کہ سال آئندہ میں ہم پھر آئیں گے مدینہ میں جا کر انہوں نے آپ کا ذکر کیا اور ہر گھر میں آپ کا ذکر پہنچایا۔ اگلے سال کہ نبوت

سے بارہواں سال تھا بارہ آدمیوں نے آپ سے ملاقات کی پانچ پہلے اور سات بعد کے اور انہوں نے احکام اسلام اور احیاء پر بیعت کی اس کا نام بیعت عقبہ اکوئی ہے آپ نے حسب درخواست ان کی مصعب بن عمیر کو قرآن مجید کی تعلیم اور شرائع اور دعوت اسلام کے لئے مدینہ شریف بھیج دیا۔ مصعب نے تعلیم قرآن و شرائع اور دعوت اسلام کی اور اکثر آدمی انصار میں کے مسلمان ہو گئے۔ تھوڑے ان میں سے باقی رہے پھر اگلے سال کہ نبوت سے تیرہواں سال تھا ستر آدمی شرفائے انصار میں سے آئے اور مشرف باسلام ہوئے اور عہد و پیمان آپ کے ساتھ کیا کہ آپ جو مدینہ کو تشریف لے جائیں گے ہم خدمت گاری میں کوتاہی نہ کریں گے اور جو کوئی دشمن آپ کے مدینہ پر چڑھ کر آئے گا ہم اس سے لڑیں گے اور جاں نثاری میں قصور نہ کریں گے۔ اس کا نام بیعت عقبہ ثانیہ ہے۔ عقبہ کے معنی گھائی کے ہیں۔ ایک گھائی پر یہ دونوں بیعتیں ہوئی تھیں۔ (تواریخ حبیب اللہ و سیرت ابن ہشام)

### شب میلاد مبارک لیلۃ القدر سے افضل ہے

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ماثبت بالسنتہ میں ارقام فرماتے ہیں جس کا اردو خلاصہ حسب ذیل ہے۔ ”شب میلاد مبارک لیلۃ القدر سے بلاشبہ افضل ہے اس لئے کہ میلاد کی رات خود حضور ﷺ کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر حضور ﷺ کو عطا کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ جس رات کو ذات مقدسہ سے شرف ملا وہ اس رات سے ضرور افضل قرار پائے گی جو حضور ﷺ کو دیئے جانے کی وجہ سے شرف والی ہے۔ نیز لیلۃ القدر نزول ملائکہ کی وجہ سے مشرف ہوئی اور لیلۃ المیلاد بنفس نفس حضور ﷺ کے ظہور مبارک سے شرف یاب ہوئی اور اس لئے بھی کہ لیلۃ القدر میں حضور ﷺ کی امت پر فضل و احسان ہے اور لیلۃ المیلاد میں تمام موجودات عالم پر اللہ تعالیٰ نے فضل و احسان فرمایا کیونکہ حضور ﷺ رحمۃ اللعالمین ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تمام خلایق اہل سموات والارضین پر عام ہو گئیں“ انہی (ماثبت بالسنتہ ص ۷۸)۔



ہام قسطوانی نے بھی مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۲۶، ۲۷ پر لیلۃ القدر پر شب میلاد کے افضل ہونے پر یہی دلائل قائم فرمائے اور اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

اس کے بعد یہ عرض کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ حضور ﷺ کا ظہور قدسی اور ولادت مقدسہ مومنین کے حق میں کمال فرحت و سرور کا موجب ہے جس کا اظہار محافل میلاد انواع و اقسام کے مبرات خیرات و صدقات کی صورت میں اہل محبت مومنین مخلصین ہمیشہ کرتے رہے جو لوگ اسے بدعت و ناجائز کہتے ہیں ان پر اتمام حجت کے لئے قرآن و حدیث و عبارات علماء محدثین کی تصریحات تفصیل سے پیش کی جاتی ہیں (واللہ ولی التوفیق)۔

**حضور ﷺ کا ظہور پیدائش موجب فرحت اور سرور ہے**

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ط ۱۰ع ۱۰

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کی ہے۔ فرمادیجئے! اللہ کے فضل اور اسی کی رحمت سے تو اسکی پرچاہئے کہ وہ خوش کریں وہ بہتر ہے اس سے کہ وہ جمع کرتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ نصیحت شفاء ہدایت و رحمت سب کچھ حضور ﷺ کی پیدائش اور تشریف آوری پر موقوف ہے اور اللہ کی سب سے بڑی رحمت و نعمت حضور ﷺ کی ذات مقدسہ ہے۔ اس آیت کریمہ میں ان سب چیزوں پر خوش ہونے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ وہ نعمتیں ہیں جو لوگوں کی ہر نعمت و دولت سے بہتر ہیں۔ لہذا حضور ﷺ کی ذات مقدسہ کے ظہور پر جتنی بھی خوشی منائی جائے کم ہے اسے ناجائز قرار دینا انہیں لوگوں کا کام ہے جو ظہور ذات محمدی ﷺ سے خوش نہیں۔

نعمت الہی کو بیان کرنا چاہئے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (ضحیٰ ۱۱) اپنے رب کی نعمت کو بیان کرو۔ حضور ﷺ نعمۃ اللہ ہیں۔ (بخاری جلد ۲ ص ۵۶۶) لہذا حضور ﷺ کا ذکر مقدس اور بیان مبارک از روئے قرآن کریم مطلوب و محبوب ہے۔ حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشی منانے پر کافر کو بھی فائدہ ملتا ہے بخاری شریف میں ہے:

قَالَ عُرْوَةُ ثَوْبِيَّةٌ مَوْلَاةٌ لِأَبِي لَهَبٍ تَحَنَّنَ أَبُو لَهَبٍ أَعْتَقَهَا فَأَرْضَعَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بَشْرَ حَبِيبَةٍ قَالَتْ لَهُ مَاذَا لَقِيتُ قَالَ أَبُو لَهَبٍ لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ ابْنِي مُقَيِّتٌ فِي هَذِهِ بَعَثَاتِي ثَوْبِيَّةٌ۔ (آئلی بخاری شریف جلد ۲ ص ۶۳۷)

ترجمہ: حضرت عروہ فرماتے ہیں ثویبہ ابولہب کی باندی تھی جسے اس نے (حضور کی پیدائش کی خوشی میں) آزاد کر دیا تھا۔ اس نے حضور ﷺ کو دودھ بھی پلایا ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے بعض اہل (حضرت عباس) نے اسے بہت بری حالت میں خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا مرنے کے بعد تیرا کیا حال رہا۔ ابولہب نے کہا تم سے جدا ہو کر میں نے کوئی راحت نہیں پائی سوائے اس کے کہ میں تھوڑا سا سیراب کیا جاتا ہوں اس لئے کہ میں نے (حضور کی پیدائش کی خوشی میں) ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری شریف میں ہے۔

ذَكَرَ الشَّهْبِيلِيُّ أَنَّ الْعَبَّاسَ قَالَ لِمَامَاتِ أَبُو لَهَبٍ زَانِيَتُهُ فِي مَنَامِي بَعْدَ حَوْلٍ فِي شَرِّ حَالٍ فَقَالَ مَا لَقِيتُ بَعْدَكُمْ رَاحَةً إِلَّا أَنَّ الْعَذَابَ يُخَفِّفُ عَنِّي فِي كُلِّ يَوْمٍ اثْنَيْنِ قَالَ وَذَلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِدَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَكَانَتْ ثَوْبِيَّةٌ بَشَرَتْ أَبَا لَهَبٍ بِمَوْلَاهُ فَأَعْتَقَهَا

(فتح الباری جلد ۹ ص ۸۰)

ترجمہ: ”شہیلی نے ذکر کیا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابولہب

جب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد اسے خواب میں دیکھا وہ بہت برے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تمہارے بعد مجھے کوئی راحت نصیب نہیں ہوئی، لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ پر سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے حضرت عباس نے فرمایا یہ اس وجہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے اور ثویبہ نے ابو لہب کو حضور ﷺ کی پیدائش کی خوش خبری سنائی تو ابو لہب نے اسے آزاد کر دیا تھا۔

یہ حدیث عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری طبع جدید جلد ۲۰ صفحہ ۹۵ پر علامہ بدرالدین عینی حنفی نے بھی ارقام فرمائی یہاں دو اعتراض پیدا ہوتے ہیں جن کا جواب نہایت ضروری ہے۔

اعتراض اول: قرآن مجید میں ہے لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ كَافِرُونَ سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا۔ ابو لہب کا فر تھا اس کے حق میں تخفیف عذاب کیونکر متصور ہو سکتی ہے؟

جواب: اس اعتراض کے جواب میں محدثین کے مختلف اقوال ہیں جن میں بعض بالکل رکیک اور ناقابل اعتناء ہیں اور بعض ایسے ہیں جن پر وثوق کیا جاسکتا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے فتح الباری میں اکثر اقوال نقل فرما کر قابل وثوق مسلک نقل کیا اور آخر میں اپنے قول سے بھی اس کی تائید فرمائی۔ ان کا بیان حسب ذیل ہے۔

قَالَ الْقُرْطُبِيُّ هَذَا التَّخْفِيفُ خَاصٌّ بِهَذَا وَبِمَنْ وَرَدَ النَّصُّ فِيهِ وَقَالَ ابْنُ مَنِيرٍ فِي الْحَاشِيَةِ هُنَا قَضِيَّتَانِ اخِذَاهُمَا مَخَالَ وَهِيَ اِعْتِبَارُ طَاعَةِ الْكَافِرِ مَعَ كُفْرِهِ لِأَنَّ شَرْطَ الطَّاعَةِ أَنْ تَقَعَ بِقَصْدٍ صَحِيحٍ وَهَذَا مَفْقُودٌ مِنَ الْكَافِرِ الشَّانِيَةُ اِتِّبَاعُ الْكَافِرِ عَلَى بَعْضِ الْأَعْمَالِ تَفَضُّلاً مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَهَذَا لَا يَحِيلُهُ الْعَقْلُ فَإِذَا تَقَرَّرَ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ عَقْبُ أَبِي لَهَبٍ لَتَوَيْبَةِ قُرْبَةٍ مُعْتَبَرَةً وَيَجُوزُ أَنْ يَتَفَضَّلَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِمَا شَاءَ كَمَا تَفَضَّلَ عَلَى أَبِي طَالِبٍ وَالْمُتَّبِعُ فِي ذَلِكَ التَّوَقُّفِ نَفْيًا وَاثْبَاتًا (فَقُلْتُ) وَتَمَّتْ هَذَا أَنْ يَقَعَ التَّفَضُّلُ الْمَذْكُورُ أَكْرَامًا لِمَنْ وَقَعَ مِنَ الْكَافِرِ الْبِرُّ لَهُ وَنَحْوُ ذَلِكَ وَاللَّهُ

اعْلَمُ (فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۱۱۹)

ترجمہ: امام قرطبی نے فرمایا یہ تخفیف عذاب ابو لہب کے ساتھ خاص ہے اور اس شخص کے ساتھ جس کے حق میں تخفیف عذاب کی نص وارد ہوئی ابن منیر نے حاشیہ میں کہا یہاں دو قضیے ہیں ایک تو محال ہے وہ یہ کہ کافر کے کفر کے ساتھ اس کی طاعت کا اعتبار کیا جائے استحالة کی وجہ یہ ہے کہ طاعت کا معتبر ہونا قصد صحیح کی شرط سے مشروط ہے اور یہ کافر میں نہیں پایا جاتا دوسرا قضیہ یہ ہے کہ کافر کو اس کے کسی عمل پر محض بطور تفضل کوئی فائدہ پہنچانا اور یہ بات عقلاً محال نہیں اور جب یہ دونوں باتیں ثابت ہو گئیں تو جاننا چاہئے کہ ابو لہب کا ثویبہ کو آزاد کرنا طاعت معتبرہ نہ تھی اور اس کے اس عمل پر اگر اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق کچھ احسان فرمادے تو یہ ممکن ہے جیسا کہ ابو لہب پر احسان فرمایا اور اس مسئلہ پر نفی و اثبات تو قیف ہی کی اتباع کی جاسکتی ہے (یعنی تخفیف عذاب کی نفی و اثبات کا قول ورود نص پر موقوف ہے جس کے حق میں جو کچھ نص میں وارد ہو اس کی اتباع کی جائے گی)۔

میں (ابن حجر عسقلانی) کہتا ہوں کہ ابن منیر کی اس تقریر کا تہہ یہ ہے کہ ابو لہب پر تفضل یا اسی طرح کسی دوسرے کے حق میں جو احسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے واقع ہوتا ہے وہ اس ذات کے اکرام کے لئے ہوتا ہے جس کے لئے کافر نے کوئی نیک کام کیا ہو (جیسے حضور ﷺ کی ذات مقدسہ کہ ابو لہب نے حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کیا تھا لہذا ابو لہب کے حق میں تخفیف عذاب حضور ﷺ کے اکرام و اجال کے لئے ہے۔

اعتراض دوم: سوال! غیر مسلم کا خواب جنت نہیں جس پر یقین کر لیا جائے۔

جواب: ان خوابوں کا حجت شرعیہ نہ ہونا مسلم ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان سے کسی حقیقت واقعہ پر کوئی روشنی نہ پڑ سکے اور کسی امر میں کم از کم استنباط کا فائدہ بھی ان سے متصور نہ ہو۔ غیر مسلم کے خواب کافی الجملہ سچا ہونا اور اس سے بعض حقائق کا پتا چلنا قرآن مجید سے ثابت ہے۔



دیکھئے یوسف علیہ السلام کے دوست تھے جو کافر تھے انہوں نے خواب دیکھے اور یوسف علیہ السلام نے ان کی تعبیریں بیان فرمائیں اور وہ بالکل سچی اور صحیح ثابت ہوئیں اور ان دونوں آدمیوں کا کافر ہونا اس امر سے ظاہر ہے کہ خواب سننے کے بعد یوسف علیہ السلام نے انہیں ایمان و توحید کی طرف دعوت دی۔ لہذا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اس خواب سے جو انہوں نے کفر کے زمانہ میں دیکھی تھی بطور استنباط ہم اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشی منانا ابولہب جیسے کافر کے حق میں مفید ہو سکتا ہے تو مومن مخلص کے حق میں ولادت باسعادت پر اظہار مسرت بطریق اولیٰ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کی امید کا سبب قرار پا سکتا ہے چنانچہ امام قسطلانی شارح بخاری مواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۲۷ پر یہی مضمون امام ابن جزری سے نقل فرماتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ الْجَزَرِيِّ فَإِذَا كَانَ هَذَا أَبُو لَهَبٍ الْكَافِرُ الَّذِي نَزَلَ الْقُرْآنُ بِذَمِّهِ جُوزِي فِي النَّارِ بِفَرْجِهِ لَيْلَةَ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ فَمَا خَالَ الْمُسْلِمُ الْمُوَحِّدُ مِنْ أُمَّتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِي يَسُرُّ بِمَوْلِدِهِ وَيَبْذُلُ مَا اتَّصَلَ إِلَيْهِ قُدْرَتُهُ فِي مَحَبَّتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَمْرِي إِنَّمَا يَكُونُ جَزَاؤُهُ مِنَ اللَّهِ الْكَرِيمِ أَنْ يُدْخِلَهُ بِفَضْلِهِ الْعَمِيمِ جَنَّاتِ النَّعِيمِ. (مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۲۷ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: ابن جزری نے کہا کہ (شب میلاد کی خوشی کی وجہ سے جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے کہ اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے) حالانکہ ابولہب ایسا کافر ہے جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا تو حضور ﷺ کے امتی مومن و موحّد کا کیا حال ہو گا جو حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی میں حضور ﷺ کی محبت کی وجہ سے اپنی قدرت اور طاقت کے موافق خرچ کرتا ہے۔ قسم ہے میری عمر کی اس کی جزا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل عیم سے جنات نعیم میں داخل کرے۔

عید میلاد منانا اور ماہ ربیع الاول میں اظہار فرحت و سرور

اور صدقات و خیرات کرنا

بعض لوگ میلاد شریف کی محفل منعقد کرنے اور ربیع الاول میں خیرات و صدقات و اظہار فرحت و سرور کو بدعت سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال قطعاً غلط ہے امام قسطلانی شارح بخاری مواہب اللدنیہ میں ارقام فرماتے ہیں۔

وَلَا زَالَ أَهْلُ الْإِسْلَامِ يَخْتَفِلُونَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَعْمَلُونَ الْوَلَايَمَ وَيَتَصَدَّقُونَ فِي لَيْلَاتِهِ بِأَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَيُظْهِرُونَ الشُّرُورَ وَيَزِيدُونَ فِي الْمَمَرَاتِ وَيَعْتَنُونَ بِقِرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيمِ وَيُظْهِرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهِ كُلِّ فَضْلٍ عَمِيمٍ وَمِمَّا جُرِّبَ مِنْ خَوَاصِهِ أَنَّ أَمَانَ فِي ذَلِكَ الْعَامِ وَيُسْرَى عَاجِلَةً بِنَيْلِ الْبُغْيَةِ وَالْمَرَامِ فَرَحِمَ اللَّهُ أَمْرًا اتَّخَذَ لَيْلَى شَهْرِ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكِ أَغْيَادًا لِيَكُونَ أَشَدَّ عِلَّةً عَلَى مَنْ فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَاعْيَادًا وَلَقَدْ أَطْنَبَ ابْنُ الْحَاجِّ فِي الْمَذْخَلِ فِي الْإِنْكَارِ عَلَى مَا أَخَذَتْهُ النَّاسُ مِنَ الْبِدْعِ وَالْأَهْوَاءِ وَالْغِنَى بِالْآلَاتِ الْمُحَرَّمَةِ عِنْدَ عَمَلِ الْمَوْلِدِ الشَّرِيفِ فَاللَّهُ تَعَالَى يُشِيبُهُ عَلَى قَصْدِهِ الْجَمِيلِ وَيَسْلُكُ بِنَا سَبِيلَ السُّنَّةِ فَإِنَّهُ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيلُ. (مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۲۷ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: ”حضور ﷺ کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں۔ اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے رہے اور دعوت طعام کرتے رہے ہیں اور ان راتوں میں انواع و اقسام کی خیرات کرتے رہے اور سرور ظاہر کرتے چلے آئے ہیں۔ اور نیک کاموں میں ہمیشہ زیادتی کرتے رہے ہیں اور حضور ﷺ کے مولد کریم کی قرأت کا اہتمام خاص کرتے رہے ہیں جس کی برکتوں سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ظاہر ہوتا رہا ہے اور اس کے خواص سے یہ امر مجرب ہے کہ انعقاد محفل میلاد اس سال میں موجب امن و امان ہوتا ہے اور ہر مقصود و مراد پانے کے لئے

جلدی آنے والی خوشخبری ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں فرمائے۔ جس نے ماہ میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنالیا تاکہ یہ عید میلاد سخت ترین علت ہو جائے۔ اس شخص پر جس کے دل میں مرض و عناد ہے اور علامہ ابن الحاج نے مدخل میں طویل کلام کیا ہے۔ ان چیزوں پر انکار کرنے میں جو لوگوں نے بدعتیں اور نفسانی خواہشیں پیدا کر دی ہیں اور آلات محرّمہ کے ساتھ عمل مولود شریف میں غنا کو شامل کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو ان کے قصد جمیل پر ثواب دے اور ہمیں سنت کی راہ چلائے بے شک وہ ہمیں کافی ہے اور بہت اچھا وکیل ہے علامہ قسطلانی کی اس عبارت سے حسب ذیل امور ثابت ہوئے۔

(۱) ماہ میلاد (ربیع الاول شریف) میں انعقاد محفل میلاد اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے۔

(۲) کھانے پکانے کا اہتمام انواع و اقسام کے خیرات و صدقات ماہ میلاد کی راتوں میں اہل اسلام ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔

(۳) ماہ ربیع الاول میں خوشی و مسرت و سرور کا اظہار شعار مسلمین ہے۔

(۴) ماہ میلاد کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کرنا مسلمانوں کا پسندیدہ طریقہ چلا آ رہا ہے۔

(۵) ماہ ربیع الاول میں میلاد شریف پڑھنا اور قرأت میلاد پاک کا اہتمام خاص کرنا مسلمانوں کا محبوب طرز عمل ہے۔

(۶) میلاد کی برکتوں سے میلاد کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل عیم ہمیشہ سے ظاہر ہوتا چلا آیا ہے۔

(۷) محفل میلاد کے خواص سے یہ مجرب خاصہ ہے کہ جس سال میں محافل میلاد منعقد کی جائیں وہ تمام سال امن و امان سے گزرتا ہے۔

(۸) انعقاد محافل میلاد مقصود و مطلب پانے کے لئے بشری عاجلہ (جلد آنے والی خوشخبری) ہے۔

(۹) میلاد مبارک کی راتوں کو عید منانے والے مسلمان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے

اہل ہیں۔

(۱۰) ربیع الاول شریف میں میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرنا اور ماہ میلاد کی ہر رات کو عید بنانا یعنی عید میلاد منانا ان لوگوں کے لئے سخت مصیبت ہے جن کے دلوں میں نفاق کا مرض اور عداوت رسول کی بیماری ہے۔

(۱۱) علامہ ابن الحاج نے مدخل میں جو انکار کیا ہے وہ انعقاد محفل میلاد پر نہیں بلکہ ان بدعات اور نفسانی خواہشات پر ہے جو لوگوں نے محافل میلاد میں شامل کر دی تھیں۔ آلات محرّمہ کے ساتھ گانا بجان میلاد شریف کی محفلوں میں شامل کر دیا گیا تھا ایسے منکرات پر صاحب مدخل نے انکار فرمایا اور ایسے ناجائز امور پر ہر سنی مسلمان انکار کرتا ہے صاحب مدخل کی عبارت سے دھوکا دینے والوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ امام قسطلانی نے ان کا یہ طلسم بھی تو زچھوڑ کر رکھ دیا ہے علامہ شیخ حقی السیسی بروسی رحمۃ اللہ علیہ روح البیان میں فرماتے ہیں۔

وَقَالَ الْأَمَامُ السَّيُوطِيُّ قَدَسَ سِرُّهُ يُسْتَحَبُّ لَنَا إِظْهَارُ الشُّكْرِ لِمَوْلِدِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ (اتقی) روح البیان جلد ۹ ص ۲۵

ترجمہ: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت پر شکر ظاہر کرنا ہمارے لئے مستحب ہے۔

ایک شبہ کا جواب: علامہ فاکہانی مالکی نے عمل مولود کو بدعت مذمومہ لکھا ہے اس کا کیا جواب ہوگا؟

جواباً گزارش ہے کہ فاکہانی مالکی کا عمل مولود مقدس کو معاذ اللہ بدعت مذمومہ لکھنا خود مذموم ہے عمل مولود کی اصل وہ تمام احادیث ہیں جن میں حضور سید عالم ﷺ نے منبر شریف پر اپنی پیدائش کا حال بیان فرمایا اور اپنی نعت شریف پڑھنے کے لئے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا۔ علمائے اہل حق نے عمل مولود کی اصل کو ثابت مانا ہے ایسی صورت میں اس کو بدعت مذمومہ کہنا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ دیکھئے علامہ علی بن برہان الدین الحنفی سیرۃ حلبیہ میں فرماتے ہیں۔

وَقَدْ اسْتُخْرِجَ لَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَبْرٍ أَصْلًا مِّنَ السُّنَنِ وَكَذَا



الْحَافِظُ السُّيُوطِيُّ وَزَدَ اَعْلَى الْفَاكِهَانِي الْمَالِكِيُّ فِي قَوْلِهِ اِنَّ عَمَلِ  
الْمَوْلِدِ بِذَعَةِ مَذْمُومَةٍ۔ اتنی (سیرۃ حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۸۰)

ترجمہ: بے شک عمل مولد کے لئے حافظ ابن حجر نے سنت سے اصل نکالی ہے اور اسی  
طرح حافظ سیوطی نے بھی اور ان دونوں نے فاکہانی مالکی پر اس کے اس قول میں سخت  
رد فرمایا ہے کہ (معاذ اللہ) عمل مولد بدعت مذمومہ ہے (سیرۃ حلبیہ) نیز مجمع  
بحار الانوار میں ہے:

منظہر منبع الانوار والرحمة شهر ربيع الاول وانه شهر اُمرنا  
بإظهار الحبور فيه كل عام۔ ربيع الاول کا مہینہ رجب انوار اور رحمت کا مظہر ہے یہ  
ایسا مہینہ ہے جس میں ہر سال ہمیں اظہار سرور کا حکم دیا گیا ہے۔

(مجمع بحار الانوار جلد ۳ صفحہ ۵۵)

اور ثابت بالنسب میں ہے۔ ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر  
مولده صلى الله عليه وسلم (ماثبت بالنسب ص ۷۹) اور اہل اسلام ہمیشہ محفلیں  
منعقد کرتے رہے۔ حضور ﷺ کے میلاد مبارک کے مہینے میں۔

اس مقام پر حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ پوری  
عبارت لکھی ہے جو مواہب اللدنیہ سے ابھی نقل کر چکے ہیں۔

الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین میں بایک سو حدیث کے ذیل میں  
ہے شاہ عبد الرحیم والد ماجد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں  
”میں ہر سال ایام مولد شریف میں کھانا پکا کر لوگوں کو کھلایا کرتا تھا ایک سال قحط سالی  
کی وجہ سے بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ ہوا میں نے وہی چنے تقسیم کر دیئے۔  
رات کو حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی بھنے ہوئے  
چنے حضور ﷺ کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور حضور ﷺ ان چنوں سے بہت  
خوش اور مسرور ہیں۔ (الدر الثمین صفحہ ۸)

مولد النبی میں ابن جزری محدث شافعی نے نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ  
تمام بلاد عرب و عجم میں محافل میلاد مبارک کے انعقاد کا ذکر فرمایا ہے بخوف طوالت

صرف حوالہ پر اکتفا کیا گیا۔

انسان العیون تفسیر روح البیان شامک امدادیہ اور فیصلہ مفت مسئلہ میں بھی  
میلاد شریف کی مبارک محفلوں کے انعقاد کا بیان مذکور ہے۔ انشاء اللہ العزیز قیام میلاد  
کے ذیل میں ان کی عبارات ہدیہ ناظرین ہوں گی۔

قیام میلاد اور صلوة وسلام: بعض لوگ میلاد پاک میں قیام تعظیمی اور صلوة  
وسلام کو بھی بدعت مذمومہ کہتے ہیں حالانکہ یہ طریقہ ان کے اکابر علماء اور مشائخ میں  
بھی جاری رہا اور جلیل القدر ائمہ دین اور اعلام امت عمل مولد و قیام میلاد کے عامل  
رہے انسان العیون (سیرۃ حلبیہ) میں ہے۔

وَمِنْ الْفَوَائِدِ أَنَّهُ جَوْرَتْ عَادَةٌ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ إِذَا سَمِعُوا ابْدُئْ بِذِكْرِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَقُومُوا تَعْظِيمًا لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا  
الْقِيَامُ بِذَعَةٍ لَا أَصْلَ لَهَا أَى لَكِنْ هِيَ بِذَعَةٍ حَسَنَةٍ لِأَنَّهُ لَيْسَ كُلُّ بِذَعَةٍ  
مَذْمُومَةٌ (سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ ۸۰)

ترجمہ: اور فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اکثر و بیشتر لوگوں کی یہ عادت جاری ہو  
گئی کہ جب حضور ﷺ کی پیدائش مبارک کا ذکر سنا فوراً حضور ﷺ کی تعظیم کے لئے  
کھڑے ہو گئے اور یہ قیام بدعت ہے جس کی کوئی اصل نہیں یعنی بدعت حسنہ ہے  
کیونکہ ہر بدعت مذمومہ نہیں ہوتی۔ آگے چل کر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں۔ وَقَدْ وَجَدَ  
الْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ اسْمِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَالِمِ الْأُمِّيَّةِ وَمُقْتَدَى  
الْأَلِيْمَةِ دِينًا وَرَعَا الْإِمَامُ تَقِيَّ الدِّينِ السُّبْكِيُّ وَتَابَعَهُ عَلَى ذَلِكَ  
مَشَائِخُ الْإِسْلَامِ فِي عَصْرِهِ فَقَدْ حَكَى بَعْضُهُمْ أَنَّ الْإِمَامَ السُّبْكِيَّ اجْتَمَعَ  
عِنْدَهُ جَمْعٌ كَثِيرٌ مِنْ عُلَمَاءِ عَصْرِهِ فَأَنشَدَ مُنْشِدٌ قَوْلَ الصَّرْ صَرِي فِي  
مَدْحِهِ ﷺ۔

”قليل لمدح المصطفى الخط بالذهب

على ورق من خط احسن من كتيب

وان تنهض الاشراف عند سماعه

قیاماً صفوفاً او جیشاً علی الركب

فَعِنْدَ ذَلِكَ قَامَ الْإِمَامُ السُّبُكِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ وَجَمِيعُ مَنْ فِي الْمَجْلِسِ فَحَصَلَ اُنْسٌ كَبِيرٌ بِذَلِكَ الْمَجْلِسِ وَيَكْفِي مِثْلَ ذَلِكَ فِي الْاِقْتِدَاءِ (اتہنی سیرۃ حلبیہ جلد اول صفحہ ۸۰)

ترجمہ: حضور سید عالم ﷺ کے ذکر مبارک کے وقت قیام پایا گیا ہے امت محمدیہ کے جلیل القدر عالم امام تقی الدین سبکی سے جو دین اور تقویٰ میں ائمہ کے مقتدا ہیں اور اس پر ان کے تابع ہوئے تمام مشائخ اسلام جو ان کے ہم عصر تھے۔ چنانچہ منقول ہے کہ امام سبکی کے پاس ان کے ہم عصر علماء کرام بکثرت جمع ہوئے ایک مداح رسول نے حضور ﷺ کی مدح میں مصریٰ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار پڑھے۔

”اگر چاندی پر سونے کے حروف سے بہترین کاتب حضور ﷺ کی مدح لکھے تب بھی کم ہے“ بیشک عزت و شرف والے لوگ حضور ﷺ کا ذکر جیل سن کر صف بستہ قیام کرتے ہیں یا گھٹنوں پر دوڑانو ہو جاتے ہیں“ یہ اشعار سن کر امام سبکی کھڑے ہو گئے اور ان کے ساتھ تمام اہل مجلس مشائخ و علماء بھی کھڑے ہو گئے۔ اور اس وقت بڑا انس حاصل ہوا مجلس پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی اور اس قسم کے واقعات مشائخ و علماء کی اقتداء کے بارے میں کافی ہوتے ہیں“ اتہنی

ثابت ہوا کہ مسئلہ قیام میں امام سبکی اور ان کے ہم عصر مشائخ و علماء کی اقتدا کافی ہے۔ بالکل یہی مضمون اور منقولہ بالا دونوں شعر اور اس کے بعد امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تمام رفقا اہل مجلس کا قیام علامہ شیخ اسماعیل حق بنی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح البیان میں ارقام فرمایا ملاحظہ فرمائیے

(تفسیر روح البیان۔ جلد ۹ ص ۲۵)

اور حاجی امداد اللہ صاحب فیصلہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں ”اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں“ (فیصلہ ہفت مسئلہ مطبوعہ قیومی پریس کانپور ص ۵) یہی حاجی امداد اللہ صاحب شائم امدادیہ میں فرماتے ہیں۔ اور قیام کے

بارے میں کچھ نہیں کہتا ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔ (شائم امدادیہ ص ۸۸)

محفل میلاد مبارک میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بارے میں حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ شائم امدادیہ میں فرماتے ہیں۔

ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہئے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جاوے مضافتہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں“ اتہنی (شائم امدادیہ ص ۹۳)۔

دنیا میں کروڑوں جگہ محافل میلاد منعقد ہوتی ہیں لیکن کسی محفل میں بھی حضور ﷺ کا قدم رنجہ فرمانا حضرت حاجی صاحب کے نزدیک بعید نہیں اور حضور ﷺ کی تشریف آوری کا خیال کرنا بھی شرعاً کوئی مضافتہ نہیں رکھتا۔ جو لوگ حضور ﷺ کے تشریف لانے کے منکر ہیں اس اعتقاد کو معاذ اللہ کفر و شرک سمجھتے ہیں وہ شائم امدادیہ کی منقولہ بالا عبارت کو غور سے پڑھیں۔

ریا یہ امر کہ قیام میں صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی کیا دلیل ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ارشاد خداوندی صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا مطلق ہے۔ ہر وہ حالت جو شرعاً صلوٰۃ و سلام کے لئے مکروہ اور نامناسب نہیں آیت کریمہ کی رو سے اس میں صلوٰۃ و سلام جائز ہوگا۔ ساتھ ہی یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ قیام میلاد ذوق و شوق کی حالت میں کیا جاتا ہے۔ اور یہ حال درود و سلام کیلئے بہت موزوں اور مناسب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت یا ”حرف ندا کے ساتھ بصیغہ خطاب صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں“ کیونکہ حالت ذوق میں محبوب کو خطاب کرنا فطری امر ہے۔ اور ”یا“ حرف ندا سے خطاب کو ناجائز سمجھنا انتہائی محروم اقسام کی دلیل ہے۔

اور اونچہ میں ص ۳۲ سے ۳۳ تک الصَّلٰوۃُ و السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ



کاورد موجود ہے اور اس میں سترہ مرتبہ ”یا“ حرف ندا کے ساتھ صلوٰۃ و سلام وارد ہے۔ اسی اوراد فحیہ کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں۔

”وچوں سلام دہد باوراد فحیہ خواندن مشغول شود کہ از تہکات انفاس ہزار و چہار صد ولی کامل جمع شدہ است

جب سلام پھیرے اوراد فحیہ پڑھنے میں مشغول ہو کہ ایک ہزار چار سو ولی کامل کے متبرک کلام سے جمع ہوا ہے۔

(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ۱۲۵-۱۲۶ مطبوعہ آرمی برقی پریس دہلی)

الحمد للہ ہمارے بیان کردہ حوالہ جات و عبارات سے انعقاد محفل میلاد کا استحباب اور قیام میلاد و صلوٰۃ و سلام کا جائز اور موجب از دیا و محبت و باعث ذوق و شوق ہونا اچھی طرح واضح ہو گیا۔ مقررین کے شکوک و شبہات کے جواب بھی احسن طریقے سے دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سید عالم نور مجسم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے طفیل ہمیں اپنی مرضیات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (امین)

# میلادِ نبوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

— از —

حضرت علامہ صاحبزادہ سید ارشد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی

## میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ الْأَمِينِ

### ظہورِ قدسی

متمم حضرات! آج ۱۲ ربیع الاول کا مقدس اور مبارک دن ہے آج کے روز  
سید الانبیاء جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس گلشنِ بستی میں جلوہ گر  
ہوئے اور یہ کائنات اس سراجِ منیر کے نور میں سے جگمگا اٹھی۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:  
وَذَكَرْهُمْ بَأْيَامِ اللَّهِ (سورة ابراهيم آیت: ۵)

ترجمہ: اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ اس ارشادِ خداوی کی تعمیل میں ہمیں آج اس بابرک  
دن کی یاد تازہ کرنا ہے جو سیدِ آیام اللہ یعنی حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یومِ ولادت ہے۔

### میلاد شریف کی شرعی حیثیت

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انعقاد یعنی منایا جانا مستحب ہے، سنت ہے یا  
وجوب کا درجہ رکھتا ہے؟ اس بارے میں مختلف آراء سامنے آئی ہیں۔ مستحب تو بایں معنی ہے کہ  
”البدایہ والنہایہ“ کے مطابق جس روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی اس تاریخ  
میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اچھے اچھے کھانے پکاتے اور خوشی منایا کرتے تھے۔  
میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہتمام کو سنت اس لحاظ سے کہا گیا ہے کہ حضور  
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ ہمیشہ پر کے دن

روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ”وُلِدْتُ فِيهِ“ یعنی میں اس خوشی  
میں پیر کو روزہ رکھتا ہوں کہ میری پیدائش اس دن ہوئی۔

جشنِ ولادت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وجوب کا درجہ اس بنا پر حاصل ہے کہ  
اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اپنی نعمتوں کو یاد کرتے رہنے کا حکم دیا مثلاً ارشاد ہوا۔

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (سورة الضحیٰ آیت: ۱۱)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ پھر فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ (سورة الفاطر آیت: ۳)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے اور پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو۔ ان آیات اور ان جیسی دیگر  
آیات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کرنا نہ صرف جائز بلکہ  
واجب اور ضروری ہے۔ کیونکہ ان آیات میں حکم دیا گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا  
خوب ذکر اور چرچا کرو۔

### اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کی  
نعمتوں میں سے ایک نعمتِ عظمیٰ ہیں یا نہیں۔ اس کا فیصلہ قرآن مجید نے فرمایا۔ ارشادِ خداوندی ہوتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا (سورة آل عمران آیت: ۱۶۴)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا جب ان میں رسول بھیجا اس آیت کریمہ میں  
اللہ تعالیٰ نے ہم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کو احسان کے طور پر ذکر فرمایا۔

ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ احسان بر بنائے نعمت ہوتا ہے۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی  
ذاتِ مقدسہ نعمت قرار پائی۔ اب دیکھئے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کسی قوم  
میں انبیاء کی بعثت کو نعمتِ البلیہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ قرآن پاک میں آیا ہے:

يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيكُمْ اَنْبِيَاءَ (سورة المائدہ آیت: ۲۰)



ترجمہ: مومن علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم! اپنے اوپر اللہ کے انعام کو یاد کرو جب اس نے تم میں نبی بھیجے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

أَذْكُرُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (سورۃ الاعراف - آیت: ۴۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ اہل سنت کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی نعمتیں ہیں ان کا ذکر باعث فلاح و نجات ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں عظیم ترین نعمت ہیں اس لئے آپ کا ذکر خیر دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے اور محافل میلاد کا انعقاد ترغیور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پاک کئے جاتا ہے۔

### قاسمِ نعمت

محمد اللہ ان آیات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اُس کا شکر بجالانا اور حمد بیٹھنا نعمت کرنا ضروری ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کو میں ہی تقسیم کرتا ہوں ایسے سرچشمہ رحمت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہونے پر ہم جتنا بھی خدا کا شکر کریں خوشی منائیں محافل سجا تیں بالکل جائز اور رول ہے۔

### مسترت ولادت یا غم وصال

رہا یہ امر کہ بارہ ربیع الاول شریف میں سرکار کی پیدائش ہے تو وصال بھی بارہ ربیع الاول شریف میں ہوا۔ دریں صورت پیدائش کی خوشی منائی جائے یا غم وصال۔ اس سلسلے میں اولاً حدیثیں ملاحظہ فرمائیں جن کو بنیاد بنا تے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کا کیلنڈر تیار کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایک یہودی حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا اے امیر المومنین آپ اپنی کتاب میں ایک آیت تلاوت کرتے ہیں اگر ایسی آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن عید مناتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ

آیت کو نبی ہے تو اس نے عرض کی وہ آیت "الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ" ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ آیت کس مقام پر اور کس دن نازل ہوئی۔ یہ دوران حج ۹ ذی الحجہ مقام عنفات میں جمعۃ المبارک کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی۔ (مسلم شریف - ج ۲: ص ۲۲۰)

حدیث نمبر ۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرض وصال کے دوران صحابہ کرام کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ پیر کا دن آگیا لوگ صفوں میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی اثناء میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے حجرے کا پردہ اٹھا کر ہماری طرف دیکھا اس وقت آپ کا چہرہ مبارک قرآن کا ورق معلوم ہوتا تھا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت پیار سے سکر لے رہے تھے ہم لوگوں نے خوشی اور محبت کی وجہ سے دوران نماز یہ چاہا کہ حضور کو ہی دیکھتے رہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سمجھتے ہوئے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز میں تشریف لائیں گے مصلیٰ امامت سے اٹھے پاؤں پیچھے بیٹھنے لگے تاکہ وہ صف میں شامل ہو جائیں اور سرور کائنات مصلیٰ امامت پر فائز ہو کر جماعت کروائیں تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں اشارے سے فرمایا کہ اپنی نماز کو مکمل کرو اور پھر آپ نے دوبارہ پردہ لٹکا دیا۔ اسی پیر کے دن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا۔ (بخاری شریف - ج ۳: ص ۹۴۰)

### وضاحت

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اظہار نبوت کے بعد ایک ہی حج فرمایا تھا جسے حجۃ الوداع کہا جاتا ہے اور اس کے تین ماہ بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ یعنی ذی الحجہ میں حج ہوا پھر محرم، صفر کے بعد ربیع الاول شریف میں آپ کا وصال ہوا۔

### خلاصہ کلام

کہ حجۃ الوداع ۹ ذی الحجہ یوم عذہ جمعہ کا دن تھا جس طرح حضرت عمر بن خطاب

کے قول سے واضح ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال پیر کے دن ہوا تو اس صورت میں ۱۲ ربیع الاول شریف پیر کا دن نہیں بنتا خواہ درمیانی جمینوں کو آنتیس دنوں کا تسلیم کریں یا تیس کا یا بعض کو آنتیس کا یا بعض کو تیس کا اس کا کیلنڈر آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ آپ خود ملاحظہ فرما کر فیصلہ کریں کہ کیا بارہ ربیع الاول پیر کا دن ہو سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں ہو سکتا تو یہ بات تسلیم کر لیں کہ بارہ ربیع الاول شریف یوم وصال اور یوم غم و عزین نہیں چونکہ وصال تو بروز پیر ہوا اور کسی طرح بھی ۱۲ ربیع الاول پیر کا دن نہیں بنتا بلکہ ۱۲ ربیع الاول شریف تو یوم پیدائش رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور پیدائش کی خوشی منانا کسی دین شرعی سے ممنوع و ناجائز نہیں

ذی الحجہ مکمل آنتیس کے

ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
۱					۱	۲
۳	۲	۵	۴	۷	۶	۸
۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶
۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳
۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰

ربیع الاول صفر

ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱
۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
۲۹						

مکمل تیس کے

ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱
۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
۲۹						

ربیع الاول

ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱
۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
۲۹						

مکمل

ایک ماہ تیس کا اور دو ماہ آنتیس کے

ذی الحجہ

ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱
۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
۲۹						

ربیع الاول

ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱
۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
۲۹						

مکمل

ایک ماہ تیس کا اور دو ماہ آنتیس کے

ذی الحجہ

ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱
۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
۲۹						

ربیع الاول

ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱
۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
۲۹						



لیکن جس نے نہ ماننے کی قسم کھائی ہوئی ہے اس کے لئے اتمام حجت کرتے ہوئے  
حدیث رسول کبریا بیان کی جاتی ہے۔

حدیث: عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول لا یحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر ان تحذف فوق ثلاث الا علی زوج اربعة اشهر وعشرا (مسلم شریف - ج ۱۰، ص ۱۴۴)  
ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو عورت اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی کا غم منائے ہاں اپنے شوہر کا چار ماہ دس دن تک غم منا سکتی ہے اب اگر بارہ ربیع الاول شریف کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کا غم منائیں تو بہر صورت فرمانِ خدا اور رسول کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوں گے کیونکہ ولادت پاک کی خوشی نہ مناکر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا نہ کیا اور وصال کا غم مناکر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی کی اگر اس حدیث کے بعد بھی کوئی یہ کہتا ہے کہ یہ روز وصال ہے اور ہم غم ہی منائیں گے تو اسے چلبیتے کہ ہریر کو غم منائے کیونکہ پیر کے دن وصال ہونا یقینی ہے۔ نہ کہ بارہ ربیع الاول شریف۔

نوٹ

اگر ۹ ذی الحج جمعرات کا دن بھی تسلیم کیا جائے جس طرح کہ گمان کیا گیا تو دریں صورت بھی ۱۲ ربیع الاول شریف پیر کا دن نہیں بننا کیونکہ آپ کے سامنے ہے خود حساب لگاسکتے ہیں۔

سید ارشد سعید کاظمی

مدرسہ انوار العلوم

۱۶ ستمبر بروز پیر ۱۹۹۱ء

## فہرست ماخذ و مراجع

قرآن کریم

تفسیر کبیر

تفسیر روح البیان

تفسیر روح المعانی

تفسیر عرائس البیان

بخاری شریف

مسلم شریف

ترمذی شریف

الاوسط

دلائل النبوة

فتح الباری

عمدة القاری

زرقانی علی المواہب

مواہب اللدنیہ

مطالع المسرات

سیرت حلبیہ

خمیس

افضل القراء

تہذیب الجہدیب

حدیثہ ندیہ

ماریج النبوة

مشکوٰۃ شریف

امام فخر الدین رازی

علامہ اسماعیل حقی

علامہ محمود آلوسی

امام محمد بن اسماعیل بخاری

امام مسلم نیشاپوری

ابو یوسف محمد بن عیسیٰ ترمذی

ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن الطبرانی

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی

امام ابن حجر عسقلانی

بدر الدین عینی

محمد عبد الباقی زرقانی

امام قسطلانی

علامہ فارسی

برہان الدین الحلی

غلام حسین محمد دیار بکری

ابن حجر کی

حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی

امام عبد الغنی نابلسی

شاہ عبد الحق محدث دہلوی

ولی الدین عراقی



بیہقی شریف

مسند احمد

مستدرک للحاکم

نشر الطیب

انسان العیون

دلائل النبوة

فقہ اکبر

حاشیہ نبراس

سیرت ابن ہشام

تاریخ بخاری

زاد المعاد

فتح الملہم

نسیم الریاض

شرح شفاء

ما ثبت بالسنہ

حلیہ

مجمع بحار الانوار

الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین

مولد النبی

شائمہ ادویہ

فیصلہ ہفت مسئلہ

اعتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

تاریخ حبیب اللہ

شامۃ العنبر یہ

ابوبکر احمد بن حسین بیہقی

امام احمد بن حنبل

امام حاکم

اشرف علی تھانوی

علی بن براہان الدین حلّی

ابونعیم

ملا علی قاری

مولوی برخوردار ملتانی

امام عبدالملک بن ہشام

امام محمد بن اسماعیل بخاری

علامہ ابن قیم جوزی

شبیر احمد عثمانی

علامہ شہاب الدین خفاجی

ملا علی قاری

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

ابونعیم

علامہ محمد طاہر صدیقی

شاہ عبدالرحیم

ابن جزری محدث شافعی

حاجی امداد اللہ مہاجرکی

حاجی امداد اللہ مہاجرکی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

# خوشخبری

پندرہویں صدی ہجری کا مسلمانوں کیلئے

عظیم تحفہ

امام اہلسنت غزالی زماں رازی دوراں

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی

قدس سرہ العزیز کا

ترجمہ القرآن

# البیان

جو سلف صالحین کے مسلک کے عین مطابق بارگاہ الوہیت کے  
تقدس اور عظمت نبوت کا ضامن ہوئیے ساتھ ساتھ سادہ اور  
سلیس زبان میں ہے زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر

آگیا ہے



# خوشخبری

امام اہلسنت غزالی زماں رازی دوراں نور اللہ  
حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی

کی مایہ ناز تفسیر

## التبیان

کا  
اول پارہ منظر عام پر آ گیا ہے

### تعارف

مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم میں حضرت علامہ صاحبزادہ سید ارشد شاہ صاحب کاظمی کی سرپرستی میں بزم سعید کے نام سے دینی طلباء کی انجمن کام کر رہی ہے۔ اور علمی و دینی موضوعات میں متعدد رسائل و فتا فوقا شائع کئے جاتے ہیں۔ تبلیغ کے لئے متعدد شہریوں اور محلوں میں تبلیغی جلسے منعقد کئے جاتے ہیں اور طلباء کی تقریری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے ہر جمعرات تقریری پروگرام منایا جاتا ہے جس میں طلباء عربی، فارسی، اردو، پشتو اور سرائیکی میں تقریریں کرتے ہیں۔ اور احقاق حق و بطل باطل کے لیے مستعد رکھنے کے لئے مذاکروں و مباحثوں کے پروگرام تربیت دیئے جاتے ہیں

اراکین بزم سعید \* انوار العلوم \* ٹی بلاک نیو ملتان

## انتباہ

عوام الناس کو بالعموم اور پبلشرز و پرنٹرز کو بالخصوص مطلع کیا جاتا ہے کہ کاظمی پبلیکشنز اور بزم سعید ملتان کی تمام مطبوعات (ترجمۃ القرآن البیان، تفسیر البیان، مقالات کاظمی (تین جلدیں)، خطبات کاظمی، رسائل کاظمی، درود تاج پر اعتراضات کے جوابات، الحق المبین، حیات النبی ﷺ، میلاد النبی ﷺ، معراج النبی ﷺ، ظل النبی ﷺ، گستاخ رسول کی سزا قتل و دیگر تمام کتب و رسائل) کے جملہ حقوق محفوظ ہیں انہیں بغیر اجازت چھاپنا قانوناً جرم ہے خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائیگی۔

منجانب: ناظم ادارہ